

حسینؑ دوسروں کی نظر میں

مکتبہ احباب

پون پورہ ~~پٹنہ~~ لاہور

DATA ENTERED

دائمی حقوق اشاعت
بمقام مکتبہ احباب لاہور محفوظ ہیں

✓ ۲۹۷۶۹۲۱

ح ۵۱ و

23857

قیمت پچھنے ۲ روپے

کیا ہر مسلمان کے پیارے ہیں
میراج

مولف :- انجم وزیر آبادی لاہور
ناشر :- مکتبہ احباب ، لاہور
طابع :- مدینہ پرنٹنگ اورس گیت روڈ

چند مہتممین

ڈاکٹر اچندر پرشاد

پینڈت جواہر لال نہرو

ڈاکٹر ابندرناتھ ٹیگور

ہما تھاکانندی

ہماراجہ جگجیت سنگھ والی کپورتھلہ

کنور ہندرسنگھ بیدی

پروفیسر سردار خزان سنگھ

سردار سنت سنگھ ایڈیٹر انصاف

دستور کیخبر و جیہار کنور (پیشوائے اعظم فرقہ پارسی)

سر بہرام جی جی جی بھائی سابق صدر امپیریل بینک آف انڈیا

مسٹر کار لائل

سر حاجی طامس

سرفرڈرک جیمز

لارڈ ہریٹس

جسٹس آرنلڈ

ڈاکٹر میو مارین (جرمنی) اور قادر پلاسٹش -

دو شہر رسول کے راکب، خاتونِ جنت کے جگر گوشہ اور فاریح
خیبر کی آنکھ کے تارے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام شہیدانِ راہِ حق کے
کارواں سالار ہیں جنہیں تاریخ نے اپنے نامیہ امتیاز کا آفتاب بنایا ہے
صرف مسلمان ہی نہیں، دنیا کا ہر ملک اور ہر قوم حضرت امام حسینؑ کی
بے مثال قربانی کو انسانیت کیلئے سرمایہٴ فخر سمجھتی ہے۔

اس کتاب میں وہ تمام ہدیہ ہائے عقیدت یک جا کر دیے گئے ہیں
جو دوسری قوموں کے صاحبانِ علم و فکر نے اس شہیدِ اعظم کے
حضور پیش کئے۔

ناشر

ہندو دربارِ حسینی میں

حق و انصاف کی خاطر، موت و نجات کی خاطر فنا بہتر ہے، اور
 اچھی زندگی گزارنے والوں کے لئے ایک لافانی پیغام ہے۔ شہادت
 کی پر عظمت موت بے مثال قربانی ہے۔ ایسی قربانیوں نے نہ صرف یہ کہ
 تہذیب کو زندہ رکھا ہے بلکہ اس کو مالا مال کیا۔ اور ترقی بخشی ہے،
 امام حسینؑ کی قربانی ایسی ہی تھی اور اس نے نہ صرف یہ کہ اسلامی
 فکرو عمل کو تالش بخشی، بلکہ تمام انسانیت کو سسوارا ہے۔ آج
 تب کہ افراد اور قوم میں بغض و حسد کی آگ بھڑک رہی ہے۔ اور انسانی
 دن بہانا اصول بن چکا ہے۔ کیا ہم تباہ و برباد نہ ہو جائیں گے، اگر
 ہم امام حسینؑ اور ان کے رفقاء کی تعلیمات کو اپنے افکار کا سرِ پایہ اور اپنے عمل کا مرکز بنالیں؟
 آج ہم کو اپنے دل میں ٹھکان لینا چاہیے کہ ہم قیام امن و ترقی اور انسانیت
 کے ارتقاء کے لئے خدمت اور قربانی کے ان جواہر پروردوں کو عمل کی شکل

ہندو دہلیہ حسین میں

میں تبدیل کر دیں گے جو کرنا کے شہداء سے ہم کو حاصل ہوئے ہیں
ہرمائی لٹن مہاراجہ بشدر پور
(شیعہ لاہور)

آج سے تیرہ سو سال قبل کربلا کے خون میدان میں جو ہونا ک
اور دروانگیر سانحہ وجود میں آیا تھا۔ اس کی یادگار ہر سال محرم کے
مہینہ ساری دنیا میں منائی جاتی ہے۔ رسول خدا کے پیارے نواسے
حضرت امام حسینؑ نے ظالم کے مقابلہ کا پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ وہ جورو
شعری کے سامنے سر جھکانے پر تیار نہیں تھے۔ ان میں عقیدہ اور ضمیر
کی پختگی تھی۔ اعلیٰ ترین مقاصد اور بلند ترین منصب العین ان کے سامنے
تھا۔ انہوں نے ایک بڑی اور طاقتور فوج کا ونداں شکن مقابلہ
کیا۔ وہ اور ان کے ساتھی اس جنگ میں شہید ہوئے۔
دشمن کے ظلم و ستم کا مقابلہ آپ نے خدا کے انصاف پر اعتماد
رکھتے ہوئے اپنے اہل ارادے، اپنی بندہ ہمتی اور اس مستحکم عقیدہ سے
کیا کہ چاہے اس وقت جو کچھ بھی ہو مگر آخر میں فتح حق و صداقت
کو ہی نصیب ہوگی۔

تاریخ اسلام کی یادگار یہ واقعہ عقائد کے اختلاف اور نسل و رنگ
اور مذہب کے تنگ نظریات سے بالاتر ہے اور اس قابل ہے کہ نسل
انسانی اس کو اپنے دلوں میں جاگزیں کرے اور قربانیوں کی پردہ

ہندو دربار حسین میں

کئے بغیر ادا سے فرض کی اہمیت کو سمجھ لے
انہی جذبات کے تحت اس عظیم الشان ہیرو کی خدمت عالیہ میں
امکی برسی کے موقع پر ہدیہ خلوص پیش کرتا ہوں۔
مجھے یقین ہے کہ اس زندہ جاوید شہید اعظم کی قربانی ہمیشہ ان
لوگوں کے دلوں میں جوش اور تازگی پیدا کرتی رہے گی۔ جو انصاف،
انزادی اور عزت و آبرو کے لئے اپنی جانیں دینے سے گریز نہیں کرتے،
ہنرمائی فن مہاراجہ جیوا جی راؤ سندھیہا۔ گوالیار

(حیدری پیغام لمبی)

اس بڑی اور شاندار قربانی کا کیا بھید ہے، ظاہری اور اجمالی نقطہ نظر سے واقعات کو دیکھ کر لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ حسین نے بھوک اور پیاس، دھوکہ اور درد، عار و غم کی تکالیف برداشت کیں لیکن جب ہم ان واقعات پر ذرا اور بلندی اور روحانی نقطہ نظر سے غور کرتے ہیں تو یہی علوم ہوتا ہے کہ ایک بڑی آتما ان میں موجود تھی، اور وہ ایک بڑی آتما میں تھے حسینؑ نے ایک عظیم المرتبت اور شاندار قربانی حق اور انسانیت کی حفاظت کے لئے پیش کی۔ ان کی شہادت انسانیت کے لئے مسلسل درس ہے کہ حق و انصاف کبھی دبائے نہیں جاسکتے اور بالآخر فتح پاتے ہیں۔ تاریخ اسلام میں پیغمبر اسلام کے بعد وہ سب بڑی ہستی کہے جاسکتے ہیں۔ حضرات انصاف اور فرض کی قربان گاہ پر انہوں نے تیرہ سو سال پہلے اپنے آپ کو بھینٹ چڑھایا۔ لیکن ایک بند اور اعلیٰ مفہوم میں وہ آج بھی زندہ ہیں اور فرض شناسی، جرأت اور حب الوطنی کے پیغام کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

راجہ ہیشور دیال سیٹھ - ایم۔ ایل۔ سی (تعلقہ ارکوڑہ)

رحیمین ڈے رپوٹ

حضرت امام حسینؑ کی شہادت ایک ایسا واقعہ عظیم ہے جیسا کہ کبھی
 کہیں ہوا اور نہ خود تاریخ اس کا مقابل لاسکی۔ رطل ماضیہ اور ان کی تاریخ اگر
 اسکا طرح قبول کر لی جائے۔ جس طرح اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے
 تب بھی ان کا کوئی شہید یا سلسلہ شہداء مشکل سے ہمارے شہید کی عظمت و
 شرافت اعمال کا مقابلہ کر سکے گا۔ ادویائے مذاہب اور ان کی تکلیفیں
 حسینؑ کے انبوه مصائب پر غلط انداز نظر سے بھی تھرا جائیں گی۔ کسی صلیب
 زدہ جسم کی چند کیلیں حسین کے جسم اقدس میں چھبنے والے بے شمار نیردوں
 اور نیردوں کی اینٹوں کے سامنے بے حقیقت ہوں گی۔

اس حیثیت کی تاریخ دشمنوں ہی کی زبان اور قلم نے ہمارے حوالہ
 کی، حسین کا دوست واقعہ نگار کوئی زندہ نہ چھوڑا گیا۔ اگر کوئی واقعہ
 نگاری کر سکتا تو علی بن الحسینؑ اور معذرات عظمت امام زین العابدینؑ اپنی
 قید سے بہت پہلے بستر علالت پر مقید تھے اور پردہ نشین بیبیاں حسین
 کی زندگی تک بیرونی حالات سے بہت کچھ بے خبر تھیں لیکن حسینؑ کی شہادت
 کے بعد نہ صرف علی بن الحسینؑ اپنے بستر علالت سے کھینچے گئے کہ وہ اس کے
 بعد کے واقعات دیکھیں بلکہ معذرات عصمت و طہارت نے بھی یہ دیکھا کہ ہمیں

اپنے تقاضائے غیرت کے خلاف عام ننگا ہیں دیکھتی ہوں گی۔
 حسینؑ کی شہادت نے تاریخ اسلام پر عام اس سے کہ وہ گزشتہ ہویا
 آئندہ ایسی تیز روشنی ڈال ہے، جس سے واقعات کا اصلی رنگ معلوم ہو گیا۔
 اور ثابت ہو گیا کہ دشمنوں نے خاندان رسالت کے مٹا دینے میں کس شرمناک
 کوشش سے کام لیا ہے۔ کوئی گھر عالم میں ایسا تباہ و برباد نہ ہوا ہوگا جیسا
 کہ خاندان رسالت تباہ و برباد ہوا۔

صحرائے کربلا میں ہوا کیا بڑی چلی پانی طلب کیا تو گلے پر چھری چلی
 دنیا میں کوئی چھوٹا سا لشکر اس شان سے دشمن کے مقابلہ میں کھڑا نہیں
 ہوا جیسے حسینؑ کے یہ چند بچے، جوان اور بوڑھے رنقا کھڑے تھے۔ وہ
 زمین، وقت، اور اتفاق پیدا نہیں ہوا جس میں اتنے بڑی دل لشکر کے
 مقابلہ میں باوجود گرمی اور پیاس کی شدت کے یہ چھوٹا سا لشکر مطمئن اور
 منتظر کھڑا تھا۔ شاید ہی کسی لشکر کو اپنی شکست اور کسی سپاہی کو اپنے
 قتل کا ایسا یقین ہو، جیسا حسینؑ کے لشکر اور سپاہیوں کو تھا۔ اور شاید
 ہی کوئی لشکر اس یقین کے بعد اس استقلال، اس شان، اور شہادت
 کے شوق میں اپنی موت کا ایسا منتظر ہو اور ان کی یہ بے خوفی، مصائب

پر عبث استقلال اور جان سے لا پرواہی نہ ہوتی، اگر وجہ الہی عظیم نہ ہوتی اور
شائد باوجود وجہ کے بھی دنیا کا یہ حیرت خیز واقعہ، واقعہ کی صورت میں نہ
آتا۔ اگر مرکز الیسا نہ ہوتا۔ جیسے حسینؑ تھے۔ ابن سعدؒ کے لشکر کی تعداد کم سے
کم سے کم بیس ہزار اور امام حسینؑ کے لشکر کی تعداد زیادہ سے زیادہ بہتر
نفوس تھی۔

لشکر حسینؑ کے ایک ایک جانباز سپاہی نے اپنے دل کو سپاہیانہ جوش
میں بلکہ شہادت کے جوش میں اور موت کی جلدی کئے دشمنوں پر سے مارا،
اصحاب حسینؑ ہزاروں کافروں کو خاک و خون میں آلودہ کر کے عالم راحت
کی طرف رخصت ہو گئے اور آخر کار حسینؑ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا
بہادری میں درجہ اول حسین ابن علیؑ کا ہے، انہوں نے بھوک اور پیاس
کے باوجود سہارا دشمنوں کا مقابلہ یکہ و تنہا کیا۔ ان پر بہادری کا خاتمہ ہے،
حقیقتہً آپ کو قتل کر کے حسینؑ کے دشمنوں نے تکبر و تمیل کو قتل کر ڈالا
حضرت مولانا رومؒ نے تاریخ کا مرقعہ کیا خوب فرمایا ہے

سردیں را بریدہ سید پنے
نہا ماجہ سرکش پر شاد

(سرفراز)

حیمن کی تعلیمات بھل سیکار اور شہادت نے ان مخالف و مہانت کی تصدیق کر دی جن پر ان کے نانا جناب رسالت مآب نے روشنی ڈالی تھی۔

اپنے مقصد پر مضبوطی سے قائم رہنا۔ دنیا کے مادی مفاد کی پرواہ نہ کرنا، ان سے قطع تعلقی کر لینا، مصائب میں موجر استقلال کا سبق بیان کر بلا میں اس طرح دہرایا گیا جس طرح عوزب میں کعبی اس کی تمیق نہیں کی گئی تھی۔ اس پاک مقصد میں جیلن دبطا ہر نام کام رہے۔ لیکن انہوں نے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے ایک غیر فانی کامیابی و لازوال شہرت حاصل کر لی۔
کر بلا، کے شہدار کی زندگی کے ساتھ حیدر کے بلند نصیب العین کا خاصہ نہیں ہوا۔ یہ نصیب العین اکثر دہرایا گیا اور دنیا کے ہر گوشہ میں آج بھی اس کی یاد تازہ ہے۔

ڈاکٹر الیں۔ کے۔ میرز جی بی ایچ ڈی رملن،
دسکر لود

جیلن نے کیا سکھایا۔ یہ مادی دنیا جس میں ہم رہتے ہیں اس وقت اپنا توازن کھودیتی ہے جب اس کا رشتہ محبت کی دنیا سے ختم ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں ہمیں نہایت ارزاں اور فردمایہ چیزوں کی قیمت اپنی روح سے ادا کرنا پڑتی ہے۔ یہ صرف اس وقت ہو سکتا ہے جب مادیت کی مفید کرنے والی دیواریں حیات کی آخری منزل ہونے کی دھکیاں دیتی ہیں۔

جب یہ ہوتا ہے تو بڑے بڑے تنازعات، حاسدانہ فتنے اور منکالم اپنے لئے جگہ اور موقع تلاش کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، کیونکہ محدود میں نہیں اس خرابی کی دنگ از خبری سے اور ہم صداقت کے محدود دائرے کے اندر ہی توازن قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

اس میں ہمیں نا کامیاں ہوتی ہیں، اس موقع پر صرف وہی ہماری مدد کرنا ہے جو اپنی حیات شعار سے یہ ثابت کر دکھاتا ہے کہ ہم روح بھی رکھتے ہیں۔ وہ روح جس کا مسکن محبت کی بادشاہت میں ہے اور پھر جب ہم روحانی آزادی حاصل کرتے ہیں تو مادی اشیاء کی مصنوعی قیستوں کا زور

منہ دہ بارہ سنی میں

ہماری نگاہوں میں ختم ہو جاتا ہے

ڈاکٹر راہنہ ناتھ ڈیگر،

اسٹون لائٹ کھنڈ،

حسینؑ تاریخ عالم میں شریف ترین سیرت کے حامل ہیں۔ کربلا میں ان کی شہادت ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے جس کی اہمیت اور عظمت روز بروز بڑھتی جاتی ہے، انسان جن بڑی اور عظیم المرتبت شخصیتوں کی تعریف کرنے اور ان سے محبت کرتے ہیں، حسین ان پاکیزہ ہستیوں میں سے ایک ہیں ان میں شریف خیال، پاکیزگی، سادگی اور خلوص کی صفات مجتمع ہیں جو لوگ دنیا میں انسانی محبت و عزت اور امن و سکون کے خواہشمند ہیں۔ ان کے لئے یہ صفات ایک مستقل ذریعہ الہام و حصول انسانیت و رواداری ہیں اور رہیں گی۔ یہ تمام اصول امام حسینؑ کی زندگی میں پائے جاتے ہیں اور انہی کے لئے انہوں نے شہادت کی موت اختیار کی۔

ڈاکٹر ایس وی پیتم پیکر۔ بنارس و صدر شعبہ تاریخ ہند یونیورسٹی،
(موان لاٹ کھنڈ)

تاریخ جن عظیم ترین کرداروں سے واقف ہے، ان میں امام حسین بھی ہیں۔
 فانی ہو کر لافانی بن کر پہنچ جانا محدود ہو کر لامحدود کو پالنا، یہی ان کی زندگی
 تھی۔ وہ تھے تو ایک فرد مگر انہوں نے اپنی ہستی کو دوست دے کر پوری
 کائنات بنا دیا۔ اس طرح وہ فانی انسانیت کی مجسم امید بن گئے، ان کی زندگی
 بناتی ہے کہ انسان کس طرح دیوتا ہو سکتا ہے۔ امام حسینؑ نہ کسی عہد کے
 ہیں نہ کسی ملک کے۔ ارضی حدود بنیال ان کی عظمت کو محدود نہیں کر سکتی ہیں
 وہ تمام قوموں کے ہیرو ہیں۔ یہ کیوں۔

اس لئے کہ وہ اس بلند ترین معیار حق کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جو تمام
 نوع انسان کے دل میں مستقل طور پر گھر کئے ہوئے ہے، اسی کے لئے جئے،
 اور اسی کے لئے مرے، ان کے لئے حق یا دین کتابوں میں پڑھ لینے کے
 نہ تھا۔ نہ اس لئے تھا کہ صرف ذرعت کے لمحوں میں اطمینان کے ساتھ اس
 پر عمل کیا جائے۔ حق تو اس لئے ہے کہ اسے اپنی زندگی بنالیا جائے، اسے اپنی
 روح میں مستقل رکھا جائے۔ حق امام حسینؑ کے خون میں جاری تھا، اور
 ان کے زہم ہستی کا جزو لا ینفک تھا۔ حق کو گوشت پوست والی زندہ
 چیزوں کی طرح مادی طور پر سمجھنا چاہیے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ زندگی کا ہر

لحمہ سوتا ہے۔ اس میں دم بھر کیلئے بھی لغزش نہ ہو۔

امام حسینؑ حق کا بغی شعلہ بن کر چپکے، جس سے نور ہی نور

بھیلا اور حرارت بھی۔ ان کی شجاعت کی حرارت نے ان کے دشمنوں کو
لا کر خاک کر دیا۔ ان کی بے مثال شخصیت کا غور نشان نور آج بھی خیال
دینا کو روشن کئے ہوئے ہے۔

ذیل کی چند ایک تفصیلات سے ظاہر ہوگا کہ امام حسینؑ کیونکر اپنے
تمام افکار و اعمال میں ایک انسان کا لی بٹھرتے ہیں۔ ان کے والد بزرگوار
حضرت علیؑ کی شہادت ان کے حصہ میں آئی تھی۔ حضرت علیؑ نے اپنی زندگی
اس مقصد کے لئے وقف کر دی کہ رسولؐ کے اصولوں کے مطابق کرہ ارہن
پر حق و انصاف کی حکومت قائم کر دیں۔ مگر ان کے دشمنوں کی طاقت بہت
زیادہ تھی۔

رمضان ام ہجری کو مسجد کوفہ میں نماز کی حالت میں قاتل کے ایک
وارنے ان کا کام تمام کر دیا، انہوں نے اپنے بیٹوں کو تباہی کی تھی کہ طاغوتی
طاقت کے خلاف حق کی جنگ کو جاری رکھیں،

تنہا جو خالی ہو گیا تھا اس کے لئے اہل کوفہ کی متفقہ رائے سے امام

ہندو دربارِ سینی میں

حسن کا انتخاب کیا گیا مگر ابھی انہیں اپنی فوجوں کو از مہر نو ترتیب دینے کا وقت بھی نہ ملا تھا کہ دشمنوں کی فوجیں ان پر چھا گئیں اور انہیں امیر معاویہ کو خلافت سپرد کر کے مدینہ میں خالی نشین ہونا پڑا۔ معاویہ کے بدکردار بیٹے یزید نے معاویہ کے میند خلافت کو غضب کر لیا۔ اس شخص کی بد اطوار اور مے نوشی پورے اسلام کی نفی تھی، اس کے عہد میں حالات تیزی سے شراب ہوتے چلے گئے۔ اب اسلام کی قسمت پر غور کرنے کے لئے امام حسینؑ ہی صرف ایک ایسے مسلمان رہ گئے تھے۔ اس شدید غور و فکر میں انہیں نہ دن کو چین تھا نہ رات کو نیند۔ آخر کار انہوں نے طے کر لیا کہ جو کچھ بھی ہو۔ میں غاصب یزید کی سنگین فوجوں کا مقابلہ کر کے حق کی قربان گاہ پر اپنی جان کی قربانی پیش کر دوں گا۔ عقیدے کی ناقابلِ مقابلہ طاقت نے انہیں اکسایا اور انہوں نے اپنے عزیزوں، عورتوں اور بچوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کو لیکر مدینہ سے کوچ کیا انہوں نے کربلا کے میدان میں اپنے خیمے نصب کئے اور دشمن نے دریائے فرات سے پانی لینے کے ذرائع مسدود کر دیئے۔

انفرادی مقابلے میں یزید فاطمہ کی قوتِ ناقابلِ شکست تھی، کیونکہ

اس میں قنارہ مطلق کی دی ہوئی حرارت شمالی تھی لیکن دشمن کے تیر اندازوں نے ایک محفوظ فاصلہ سے ایک ایک کر کے سب کو قتل کر ڈالا۔ یہاں تک کہ رسول خدا کا نو اسہ دین کا تنہا محافظ رہ گیا۔ زخموں سے جاں بلیب ہو کر انہوں نے اپنے آپ کو بمشکل دریا تک پہنچایا کہ ایک بوند پانی سے اپنا حلق تر کر لیں مگر دشمن کے تیر اندازوں نے اس کی بھی اجازت نہ دی انہوں نے ان کے بیڑوں اور بچتیموں کو بھی ان کی آنکوشوں میں قتل کر ڈالا۔ تب انہوں نے زندگی سے ہاتھ دھو کر یزید یوں پر آخری حملہ کر کے انہیں ہر طرف سے پیچھے ہٹا دیا۔ لیکن زخموں کی کثرت سے امام حسینؑ غش کھا کر زمین پر لرے۔ قاتلوں کا مجمع دھڑ پڑا۔ اور ان کا سر کاٹ لیا۔ ان کی لاش کو پامال کر ڈالا اور اس کی تدفین کا کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔

اصول کی پیروی میں ایسی زبردست قربانی تاریخ میں اپنا جواب نہیں دیتی امام حسینؑ انسانیت کے ایک بڑے ہیرو ہیں جن کی یاد کو ہر زمانے اور ہر ملک میں منانا چاہیے، وہ اب بھی ایک زندہ طاقت ہیں جس سے مناسب موقعوں پر ہمیں مدد مانگنا چاہیے۔ جس کی یاد اس طرح منانا چاہیے جس طرح فطرت اپنے معرکوں کی یاد مناتی ہے

غیر فانی عظمت کے اعزاز میں یادگاری تقریبوں کو گردش میں رہنا چاہیے
 سونہ کی طرح، چاند کی طرح، موسموں کی طرح، مدد و جزر کی طرح، اسی
 بات قاعدگی کے ساتھ، اسی تکرار کے ساتھ، یہی طریقہ سے جس سے فانی انسان
 اپنے اندر غیر فانی جلوہ دیکھ سکتا ہے۔

(ڈاکٹر راجا کاما رکارچی (پروفیسر تاریخ و سد شعبیہ تاریخ لکھنؤ یونیورسٹی)

(حبیبین ڈے رپورٹ لکھنؤ)

کر بلا کا واقعہ شہادتِ انسانی کا وہ واقعہ ہے جسے کبھی فراموش نہیں کیا
 جاسکتا اور جو دنیا کے کروڑوں کروڑوں اور عورتوں کی زندگی پر اثر ڈالتا ہے ،
 اور ڈالتا رہے گا۔ ہندوستان میں اس واقعہ کی یادگار بڑی سنجیدگی سے
 منائی جاتی رہے جس میں نہ صرف مسلمان حصہ لیتے ہیں بلکہ غیر مسلم افراد بھی
 مسادیرانہ دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ ان شہداء کی زندگیوں کی ایسے زمانہ میں
 جب کہ ہم اس ملک میں جنگ آزادی میں مصروف ہیں اور قوم و وطن
 کی خاطر قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ ہمارے لئے منارہ روشنی کی حیثیت
 رکھتی ہیں۔

ڈاکٹر راجندر پرشاد صاحب ریویہ ہند

(نشیہ لاہور)

امام حسینؑ ایسے بہادر کسی خاص ملک اور مذہب سے متعلق نہیں رکھتے
میدان کریم میں حسینؑ اور ان کے رفقاء کی قربانیاں اور وہ بندہ مقام جس کے لئے
انہوں نے اپنی جانیں دیں۔ موجودہ زمانے کی مبارز طلب قوموں کے لئے اسے
کھولنے والے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ ہمارے ملک کا ہر آدمی کریم کی تاریخ کا ایک ایک
دقیق مطالعہ کرے گا اور حسینؑ کی قربانیوں کی تقلید اپنے ملک کے مفاد
کے لئے کرے گا۔

ڈاکٹر جواہر لال روتھلی۔ ایم، ایل۔ اے۔

(حسینؑ کے رپورٹ لکھنؤ)

سیدنا امام حسینؑ کی بلند اور پاکیزہ سیرت محسوس کئے جانے کی چیز ہے ایسے الفاظ کا پانا آسان نہیں جو ان کے کردار کی عظمت کے مکمل منظر پہنچے۔

یوں تو ان کی سیرت، روحانیت اور آئینوں کی سب سے زیادہ تابناک روشنی کر بلا (دکرب و بلا) کے اندر چمکتی دکھائی دیتی ہے، لیکن جو لوگ حسینؑ کی واقف کر بلا سے پہلے کی زندگی سے واقف ہیں۔ ان کے لئے اس زندگی کی بے داغ اور استوار پاکیزگی اس کی بشریت اس کا خلوص اور دھار، صداقت کی چٹان اور سخت امتحان کے مقابلے کی طاقت، یہ باتیں اتنی نمایاں ہیں کہ بلا لحاظ مذہب و ملت ہر فرد سے بخوشی خراج عقیدت حاصل کرنے کا مطالبہ کرتی ہیں۔

ایسے مخلص راہبر روز بروز پیدا نہیں ہوا کرتے۔

کیا صرف مسلمان کے پیارے ہیں حسینؑ

چرخ نوبع بشر کے تارے ہیں حسینؑ

انسان کو بیدار تو ہونے دو

ہر قوم بپارے کی ہمارے ہیں حسینؑ

مجھ ایسے گنہگار انسان کے لئے حسینؑ کے اخلاقی کمالات
کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ لگانا۔

غالباً اپنی قابلیت سے بڑھ کر جرات آزمائی کے مترادف ہوگا۔
حسینؑ دنیا کے بڑے سے بڑے خدا رسیدہ ریشیوں اور شہیدوں کے

ہم پہ ہیں۔

حسینؑ کا نام اور ان کا کام، ان کی زندگی اور موت کے واقعات
ان نسلوں کی روحوں کو بیدار کریں گے جو ابھی پیدا نہیں ہوئیں۔

پروفیسر، گھوٹتی، سہائے فراق گورکھپوری

(سرفراز لکھنؤ)

ایسی فضا میں جبکہ ہندو مسلم کشیدگی اپنے عروج پر ہے، ایک غیر مسلم کا ایک مسلمان رہنما کو خراج عقیدت پیش کرنا، بظاہر تعجب خیز ہے، اور ممکن ہے میرے ہندو بھائی میرے اس فعل کو اچھی نظر سے نہ دیکھیں۔ مگر ان کے پاس اس کا کیا علاج ہے کہ حسینؑ جسے میں خراج عقیدت پیش کر رہا ہوں، اپنی منفرد شخصیت، اپنی ادوار العزمی، اپنے بلند اور پاکیزہ مقام، اپنے کردار اور اپنی ہمت و حوصلہ کی وجہ سے تاریخ اسلام ہی نہیں تاریخ عالم میں بے نظیر حیثیت کا مالک ہے۔

دنیا کے بڑے بڑے انسانوں اور خاص طور پر شہداء عالم کی زندگیوں پر نظر ڈالو اور بتاؤ کہ مقاصد کی پاکیزگی، ارادوں کی بلندی، بے خوفی اور مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کی قوت میں حسینؑ کا مقابلہ کرنے والا کوئی اور شہید نظر آتا ہے؟

جن حالات میں تکالیف کی شدت اور طوالت میں حسینؑ ابن علیؑ نے اپنا امتحان دیا اور کامیابی حاصل کی، ایسا سند یافتہ کوئی اور ہے؟

پھر اس میں کیا تعجب ہے کہ اگر میں غیر مسلم ہوتے ہوتے ایک

مسلم شہید کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کر رہا ہوں۔ جو حقیقت صرف مسلم شہید ہی نہیں، بلکہ شہید انسانیت ہیں۔

کاش اس بد قسمت ملک کے ہم بد قسمت باقی مند و مسلمان کی بجائے انسان کے نقطہ نگاہ سے غور کرنا سیکھیں۔

کاش ہم محدود مفاد کی بجائے وسیع مفاد کو پیش نظر رکھیں تو ہم بلا تفریق مذہب و ملت حسینؑ کے سامنے سر نیاز جھکا دیں گے اور اس طرح حقیقی معنوں میں اس عظیم الشان انسان کی یاد منائیں گے جو اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ ساری انسانیت کے لئے شہید ہو گیا۔

خدا حسینؑ پر اپنی ہزار ہزار رحمتیں نازل کرے

پروفیسر آثارِ ام ایملے (ہوشیار پور)

(رئیس دارالامور)

محمدؐ اور حسینؑ اگر تاریخ اسلام سے ان دونوں کو نکال دیجے تو کچھ باقی ہی نہیں رہتا۔ اول نے تعلیم دی اور ثانی الذکر نے عمل کروکھایا۔ اول الذکر نے آواز دی اور ثانی الذکر نے لبیک کہا۔ اسلام محبوب ہے دو الفاظ کا علم اور عمل۔ محمدؐ علم تھے اور حسینؑ عمل، ان دونوں کے مجموعہ سے اسلام کی تاریخ بنتی ہے۔ اگر حسینؑ اپنے خون سے محمدؐ کے علم کو عمل نہ بناتے تو بعض معتزضین کے نزدیک دین کا علمی پہلو کمزور رہ جاتا۔

کس قدر عظیم اور مقدس تھا۔ وہ انسان جس نے اپنا خون دے کر دین کی تکمیل کر دی اور معتزضین کو اعتراض کا موقع نہ دینے کے لئے اپنی جان دینا گوارا کر لیا۔

کاش میرے ہندو بھائی غور کریں اور دیکھیں کہ وہ مذہب کیسے باطل ہو سکتا ہے جس کے پرستاروں میں یہ رُوح کار فرما ہے کہ اپنی جان دے کر اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرتے ہیں اور جس کے مسمولی پیرو ہی نہیں بلکہ اس کے اکابر، بانی مذہب کے لوازم اور دوسرے رشتہ دار تک وقت آنے پر قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔ حسینؑ اور

ان کے ساتھیوں نے جو قربانیاں دیں اور جو ہولناک مصائب انہوں نے سہے تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتے۔

انہوں نے جس مہمت، استقلال اور بہادری سے حق کی خاطر باطل سے جنگ لڑی، یہ جان لینے کے باوجود کہ انجام کار ہم قتل کر دیئے جائیں گے، وہ اس قابل ہے کہ سارا عالم اس سے سبق لے اور اپنی زندگیوں کو اس سانپے میں ڈھال دے جس میں حسین کی زندگی ڈھالی تھی تو آج دنیا سے مصائب کا خاتمہ ہو جائے اور ہر طرف آشتی کا راج ہو جائے۔

پروفیسر بشبر ناتھ سکینہ، ایم۔ اے دھیر آباد سندھ

الابان - دہلی

واقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے، کچھ قابل حیرت نہیں کہ ایسی شہادت جو حسینؑ کی زندگی کا آخری اور ممتاز ترین کارنامہ تھا۔ عالم اسلام میں ہر سال جوش و محبت اور غم و اندوہ کا وہ زبردست طوفان برپا کر دے جس کا عالمگیر منظر ہر ماہ محرم میں کیا جاتا ہے، مبارک ہے وہ قوم جس کی گود میں ایسا مدیم الشال ہیرو پیدا ہوا اور قابل صد فخر ہیں۔ وہ لوگ جو ایسی ذات کی قربانیوں کو زندہ جاوید بنانے کی پُر خلوص کوشش کریں، بلکہ اس کو نمونہ حیات تصور کرتے ہوئے اپنی زندگی کو اس کی مطابقت میں ڈھلنے کی اتنی جانفشانی کریں کہ اگر موت بغیر اتباع کی تکمیل نہ ہو سکے تو ایسی موت، کو بھی مبارک تصور کرتے ہوئے خوش آمدید کہیں۔

پروفیسر۔ ایس۔ سی۔ میلن ،

(سرفراز ٹکنو)

حسینؑ کی زندگی اور موت، دونوں قابل رشک اور عالم انسانیت کے لئے نمونہ ہیں، وہ زندہ رہتے تو ایک پاکباز انسان کی حیثیت سے، اگر وہ یزید کی بیعت کر کے اسے اپنا خلیفہ تسلیم کرتے تو دنیا کی کونسی نعمت تھی جو ان کے قدموں میں نہ ڈال دی جاتی اور وہ کونسا منصب تھا جو نہ پڑا نہیں نہ دیتا۔ اس صورت میں وہ دنیوی جاہ ثروت تو حاصل کر لیتے لیکن نیک نامی کے ساتھ ہمیشہ کی زندگی سے محروم رہ جاتے

انہوں نے یزید کی بیعت نہ کی اور دنیوی جاہ ثروت اور عارضی اہمیت و مناصب کو ٹھوکر مار دی، کیونکہ یہ ان جلیبی عظیم المرتبت ہستی کے نمایاں نشان ہی نہیں تھا، اس کے خلاف صفت ابرا ہو گئے کیونکہ وہ اہل ایک ایسے کام کے لئے مجبور کر رہا تھا جو اسلام کی روح کا خاتمہ کر دینے والا تھا، انہوں نے اپنی روح کا خاتمہ گوارا کر لیا مگر اپنے مذہب کی روح کا فنا ہونا گوارا نہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ اسلام فنا ہوا اور نہ حسینؑ۔ حسینؑ ابھی زندہ ہے اور اسلام بھی۔

پروفیسر راج کمار شرما - لدھیانہ
داعی اتحاد، لاہور

امام حسینؑ کی اہم زندگی کا اہم سبق یہ ہے کہ باطل کو بہادری کے
ساتھ روکنا چاہیے جبکہ دوسرے لوگ خاموشی سے یزید کے مظالم سے اتفاق
کر رہے تھے تو امام حسینؑ نے اس کے خلاف بہادری کے ساتھ اٹھنے کا ارادہ
فرمایا۔ آپ کو اچھی طرح اپنے قوی دشمن کے مقابلے میں اپنی طاہری طاقت
کا علم تھا۔ مگر یہ امر بنی اُمّیہ کی بد اعمالی کے خلاف احتجاج میں مانع نہ ہوا
آپ کو خطرات کا علم تھا مگر آپ کے لئے ناممکن تھا کہ اپنی زندگی میں دنیاوی
آرام کی خاطر باطل سے صلح کر لیتے۔ آپ کو موت اور اذیتوں سے خوف نہ
تھا۔ اپنے عزیزوں کے سخت مصائب سے اپنے مصائب سے ان کے ازاوے
مترزلزل نہ ہوئے کیونکہ آپ کو علم تھا کہ ہر چیز فانی ہے بجز ذاتِ باریؑ کے
جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے تمام چیزوں کو پیدا کیا اور جس کو وہ اپنی
طاقت سے فنا کر دے گا۔ اس کے سامنے تنہا واپس رہا ہے۔ مہربان کر بلا
نے اس زندگی کا آغاز دیکھا جو امام حسینؑ کے لئے خیر فانی ہے۔۔۔ جس کی کوشش
ظلم و استبداد پر حقانیت کی فتح کے لئے ہے۔

ہر مذہب میں شہداء موجود ہیں مگر سوائے اسلام کے کسی مذہب کو
امام حسینؑ ایسا شہید عیسر نہیں ہوا۔ جن کی شہادت بنی نوع انسان کے

لئے دائمی افادیت رکھتی ہے

پروفیسر بی۔ بی۔ سوزداز۔ ایم اے (پیشہ یونیورسٹی)

حسین دہی وارٹر

اس نازک موقع پر امام حسینؑ نے جو علی علیہ السلام کے دو سگریٹے تھے اسلام کے مقدس پیغام اور روایات کو اپنی بے نظیر شہادت کے بچا لیا۔ کربلا میں آپ کی انتہائی قربانی اور محاسب اور آپ کی شہادت کے آپ کی زبردست اخلاقی طاقت کا ثبوت دیا۔ اور میدان کربلا میں اسلام کو اصل حالت میں رکھ لیا۔ آپ اسلام اور مقاصد اسلام کے لئے کھڑے ہوئے تھے اور مذہب کے اعلیٰ اصولوں میں آپ انصاف مساوات و اخوت، اخلاقی اور روحانی زندگی کے عمبر تھے،

برائیوں اور حکام کے مجرموں کے خلاف، انقلاب کی روح لوگوں میں پیدا ہو گئی۔ اس کا لازمی نتیجہ مذہب سیاست میں اصلاح و انقلاب تھا۔ لوگوں کے خیالات اور جذبات پھر ایک مرتبہ اعلیٰ منزل پر پہنچ گئے جس سے ان کی زندگی میں یکساں گونہ ترقی ہوئی۔ ایک حد تک آپ کی شہادت، ان کی نجات اور ان کے زوال کو دفع کرنے کا باعث ہوئی۔ بنی امیہ کے ہاکم علی نقی اور قوم کا کوئی حصہ نہ تھا۔ ان کی نمایری فتوحات، ان کی فوجی طاقت، قاتلانہ طاقت کا نتیجہ تھیں، وہ عورتوں، مردوں اور بچوں کسی کا لحاظ نہ کرنے تھے۔ قاتلانہ لال سے اپنی شہادت سے ان بھائیوں کو دیر کیا اور اپنی بے نظیر اور اعلیٰ مثال

ہندو دیوار حسینی میں

پیش کر کے اسلام کی سچی تجلیات کو بچا لیا۔

پروفیسر نیٹا امیکا، ایم ایس (تبارک بنوئی سٹی)

و حقیقی دنیا)

تاریخ انسانی کے غم ناک واقعات میں کوئی بھی واقعہ اتنا دلخراش نہ ہوگا۔ جتنا کہ بلا کے میدان میں جنگِ حسینؑ کا خاتمہ ہے۔ وہ عین سجدہ میں قتل کئے گئے اور شہادت کا دھبہ حاصل کر گئے۔

ہمارے نزدیک قدیم سوراؤں کے کارناموں کو نظر میں رکھنا بہت بہتر ہے کہ وہ لوگ کیا تھے اور کیا کر گئے۔

ان کی کابینا بیاں روح کی پرستندار فتح کا باعث ہیں جن کے لئے انہیں سزت امتحانات کا سامنا کرنا پڑا۔

نہایت اسرنا تمہ جی سابقہ والس چالسلہ الہ بادینور سٹی

درمیں لاسرہ لکھنؤ

تاریخ کا ایک سبق آموز واقعہ وہ عظیم اور جادوئی اثر ہے جو کہ بلا کے غم
انگیز سانحہ سے دنیائے اسلام پر مرتب ہوا۔ تعجب خیز امر یہ ہے کہ ان طویل
صدیوں میں کروڑوں نفوس پر یہ عظیم الشان اثر جاری رہا اور لاتعداد غیر
افراد کی ہمدردیاں حاصل کرتا رہا۔ لیکن پھر بھی یہ امر تعجب خیز نہیں ہے، اس
لئے کہ کسی خاص مقصد کے لئے قربانی نوع النسانی پر ہمیشہ اثر انداز ہوتی رہی
ہے۔

قربانی جس قدر پر مخلوق اور اہل کائنات حقا اعلیٰ ہوگا۔ اتنی ہی اس
کی آواز بازگشتِ زمانے کے گنبد میں گونجتی چلی جائے گی۔ اور مردوں، عورتوں
کی زندگیوں پر اس کا اثر ہوتا رہے گا۔

یہ لا بدی ہے کہ ایک غم انگیز واقعہ ہمارے جذباتِ غم کو ابھارتا ہے
اس جذبہ غم میں ایک جذبہ کامرانی بھی نمودار ہے یعنی انتہائی مخالف ماحول پر
انسانی قوتِ ارادی کی فتح، اور یوں شکستِ غم سے مستخرج مندی اور صبر پیدا
ہوتی ہے اور اس لئے یہ بہت اچھا ہے کہ ہم اسے یاد رکھیں اور اس سے

ہندو دربارِ حسین میں

ہدایت و سبق حاصل کرتے رہیں۔

پندت جواہر لال نہرو۔ وزیر اعظم ہند
(بسر فراز)

ہندو دربار حسین میں

امام حسینؑ کی ذات اس عظمت اور تاریخی میں ایک منارہ نور کی
جیثیت رکھتی ہے، ان کی شہادت انسانیت کو دین بعیرت دیتی ہے
گی اور اس کو دشمنانہ قوت اور بہمیت کے مقابلہ میں ثبات قدم عطا
فرمائے گی

جب بھی انسان کے لئے ان لافانی خوبیوں کے تحفظ کا موقع آ
جائے گا جو انسانی تمدن کا جزو لا ینفک ہیں۔ اس وقت ہی شہادت
اسے طڈی دل و شواریلوں کا مقابلہ کرنے کی تاب و طاقت دے گی

پنڈت گوپند بلیم پنتھ (وزیر داخلہ) ہندوستان
(پیام اسلام)

کچھ سال گزرتے ہیں نے ایک مامی جلوس دیکھا تھا۔ یہ منظر میرے لئے بہت ہی دردناک تھا۔ میں نے ارادہ کر لیا کہ میں اس مسئلہ کا پورا مطالعہ کروں گا۔

میں نے واقعہ کر بلا کو خود پڑھا اور اس قدیم تاریخی واقعہ کو مختلف اور دیگر مذاہب کی کتابوں میں دیکھا۔ میرا خیال ہے کہ اگر ایک صاحبِ دل حسد و تعصب سے دور ہو کر اور مذہبی کینہ کو چھوڑ کر واقعہ کو باورِ نور کرے تو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ امام حسینؑ کی ذات گرامی وہ ہے جس کی مثال کسی مذہب و ملت میں نہیں مل سکتی۔

صرف چند لفظوں میں حسینؑ کی بہتر قربانیاں جن میں حسینؑ کے بھائی، پیغمبر، لڑکے اور چند نہایت ہی پُر خلوص دوست تھے یہ ظاہر کرتی ہے کہ انسان کو اگر کوئی بڑی طاقت جا بھرانہ اور ناجائز طریقے سے دہانا چاہے تو چاہے انسان کتنا ہی کمزور ہو، اس کا مقابلہ کرے اور اپنی عزت اور حقوق کے لئے خود ناس ہو جائے۔ اپنے اہل و عیال کو قربان کر دے مگر ذلت سے زندہ رہنا گوارہ نہ کرے۔

امام حسینؑ جانتے تھے کہ بڑی فوج کے مقابلہ میں ان کی فوجی قوت

ہندو دربار حسین میں

کچھ بھی نہیں۔ مگر پھر بھی انہوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ ظلم و ستم کی بنیاد کو ہمیشہ کے لئے منقود کر دیں گے۔ حسینؑ کا چھ ماہ کے بچے کی قربانی دینا ظاہر کرتا ہے کہ ان کو مسکرت اور جہاد و اقبال کی خواہش نہ تھی بلکہ وہ ظلم و ستم کے اتنا تنگ آ گئے تھے کہ اس کا خاتمہ کر دینا چاہا۔ اور یقینی طور پر وہ اپنے مشن میں کامیاب ہوئے۔

میل خیال ہے کہ اگر دنیا کے تمام مذاہب امام حسینؑ کے پیرو ہو جائیں تو دنیا کے تمام جھگڑے ختم ہو جائیں۔ امام حسینؑ نے بڑے سے یہ نہیں کہا تھا کہ میں نے جنگ اس لئے کی ہے کہ اگر مجھے فتح حاصل ہوئی تو میں عرب کا تمام حسین آباد رکھوں گا۔ آپ کی جنگ آزادئ کے لئے تھی اور ظلم و ستم کو مٹا دینے کے لئے۔ حسینؑ کا واقعہ بتاتا ہے کہ سب سے بڑا مطالبہ کے لئے قدم بڑھاؤ گے تو تمہارے بچے اسلحہ کبڑ کی طرح قتل کئے جائیں گے۔ تمہاری عورتیں زینبؑ و عقیقہ کی طرح بے پردہ و برہنہ ہوائی جائیں گی، اور تمام دنیا تمہارے خلاف ہو جائے گی۔ تمہیں بیڑیاں پہننا پڑیں گی اور یوں میں تیریں کاٹنی پڑے گی۔

نڈت دیاس دیو معراجیم نے پی ایس سی ایل ایل بی بی ایچ ڈی

حسینؑ کو جیب ہم مذہبی نقیبہ غفر سے دیکھتے ہیں تو آپ میں ان تمام صفات کو نمایاں پاتے ہیں جن کے جوئے سے انسان، انسان کامل بن جاتا ہے، حسینؑ کو ہم ہر پہلو سے کامل پاتے ہیں اور یہ کہ اٹھتے ہیں کہ حسینؑ ایک ایسا انمول ہیرا ہے، جسے جس پہلو سے دیکھو بے عیب و بیش قیمت ہے، حسینؑ وہ خوشنما گلاب ہے جس کا ہر جزو اپنی خوبصورتی اور خوشبو سے دل کو کھینچ لیتا ہے۔ حسینؑ ایسا کھڑا سونا ہے جسے جتنا پرکھا جائے خوش رنگ نکلتا آئے گا۔ حسینؑ وہ روشن آفتاب ہے جس میں ہر رنگ موجود ہے اور وقتاً کر بلا ایک ایسا واقعہ ہے جس میں دنیا کی تمام انفرادی، خانگی و سماجی زندگی میں پیدا ہونے والے ہر سوال کا جواب ہے۔

اس میں باپ، بیٹا، بھائی، بہن، بیوی، شوہر، دوست و اقارب سب کے فرائض کی حد بندی کا عملی نمونہ موجود ہے۔ اس میں دین و دنیوی زندگی کا کامل نقشہ موجود ہے، اس میں سیاسی جدوجہد اور سیاسی شکلات کا بھی نمایاں حل موجود ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو دین و دنیا کا کوئی ایسا سول نہیں جسے حضرت امام حسینؑ نے اپنے کارناموں سے حل نہ کر دیا ہو، حسینؑ کا کوئی

ہندو دربارِ حسینی میں

کام ادا ہو رہا نہیں، ہر کام مکمل ہے۔ کیونکہ کامل انسان کا ہر فعل کامل ہی ہوتا ہے۔

پندت چندر کا پرشاد گیا سو

(شہیدِ انسانیت)

حسینؑ نے جوابت کہی، بیدھی سادی اور سچی کہی۔ مخالفوں نے چالبازیوں سے کام لیا۔ آخر حسینؑ اور ان کے راتھی شہید ہو گئے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شکست کس کی ہوئی، اسے مدفروں میں کہا جاسکتا ہے کہ حسینؑ کے جسم کی اور زید کے ارادوں کی، ظاہر بین اسے حسینؑ کی شکست کہیں تو کہیں چشم حق میں اسے حسینؑ کی فتح کہے گی۔

حسینؑ ابن علیؑ کو سلام۔ جو مدبتہ ہو کہ بھی حق پرست تھا۔

حسینؑ ابن علیؑ کو سلام۔ جو دلیر ہو کہ بھی منسٹر المزاج تھا۔

حسینؑ ابن علیؑ کو سلام۔ جس نے اسلام کو داخلی خطروں سے بچایا۔

حسینؑ ابن علیؑ کو سلام۔ جس نے اپنی جان بیکر انسانیت کا پیغام دنیا کو دیا۔

پندت گوہر بی ناتھ امن دہلوی

میں نے کر بلا کی المناک داستان اس وقت پڑھی جبکہ میں نوجوان ہی
 تھا۔ اس نے مجھ کو دم بخود کر دیا اور مسحور کر دیا (پیام اسلام)
 میں اہل ہند کے سامنے کوئی نئی بات پیش نہیں کرتا۔ میں نے کر بلا کے
 تائید کی زندگی کا بخوبی مطالعہ کیا ہے اور اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ہندو
 کی اگر نجات ہو سکتی ہے تو ہم کو حینہ اصول پر عمل کرنا چاہیے۔ (حینہ دنیا)
 بحیثیت شہید کے امام حینہ کی مقدس قربانی میرے دل میں ثنا و صفت
 کا لازوال جذبہ پیدا کرتی ہے، کیونکہ انہوں نے تشنگی کی اذیت اور موت کو
 اپنے لئے، اپنے بچوں اور تمام خاندان کے لئے گوارا کر لیا، لیکن ظالمانہ قوتوں
 کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ اسلام کی ترقی اس کے
 ماننے والوں کی تلواروں کی زمین مرتت نہیں ہے بلکہ اس کے اپنے ادیبانے کرام
 کی قربانیوں کا نتیجہ ہے

مہاتما گاندھی

(رضا کار لاہور)

تاریخ کے ادراک میں بہت سی ان عظیم الشان قربانیوں کا تذکرہ موجود ہے جو
حق و صداقت کے لئے پیش کی گئی تھیں، انہی عظیم الشان قربانیوں میں اس قربانی
کا بھی شمار ہے جو آج سے تیرہ سو سال پہلے امام حسینؑ اور ان کے بہتر بلند
پایہ اصحاب نے ۱۰ محرم کو کربلا کے مشہور و معروف میدان میں پیش کی تھیں۔
گذشتہ تیرہ سو سال کے عرصہ میں ہر مسلم حکمران اور فرمانروا صرف
اپنی مادی طاقت کے بل بوتے پر کم از کم ان مسلمانوں کے روحانی پیشوا ہونے
کا دعویٰ کر سکتا تھا جو اس کے زیر نگیں تھے، اگر ایسا ہوتا تو اسلام اپنے
ابتدائی دور میں ہی فنا ہو جاتا۔

امام حسینؑ اور ان کے مقتدر اصحاب نے اپنے خون کی قربانی پیش کر کے
اسلام کو فنا ہونے سے بچایا۔

میری دعا ہے کہ ایسے کارنامے ہم سب کو محبت و الفت اور مسلاوت
کے درس دیتے رہیں اور ہمیں ایک دوسرے کے جذبات اور ناکامیابیوں
کا زیادہ سے زیادہ احساس رہے، اور ان کی بدولت ہمارے دل انتقام

ہندو دربار حسینی میں

کی خواہش اور ہر قسم کی بدخواہی سے پاک و صاف ہو جائیں۔

مہاتما سندر لال جی

(سرفراز لکھنؤ)

حضرت امام حسینؑ اسلام کے مشاہیر کی صف میں ایک بلند مرتبت
ہمیشہ و کما درجہ رکھتے ہیں۔ آپؑ جو بلند اور اعلیٰ قربانی پیش کی اور جس شہیدانہ
سپرٹ میں صداقت و عزت کے لئے اپنی جان دی وہ اس کی روشن مثالیں
ہیں کہ ایک انسان جس کے دل میں اعلیٰ ترین جذبات خدمتِ نوعِ انسانی
متحرک ہوں کیا کر سکتا ہے اور اسے کیا کرنا چاہیے۔

حضرت امام حسینؑ کی زندگی ایشیا اور افریقہ کے کروڑوں مسلمانوں کی
زندگی اور کیڑکڑ کو صبحِ راستہ پر لا رہی ہے اور انہیں بتا رہی ہے کہ زندگی
کے ان شدائد و مصائب کا کس طرح مقابلہ کرنا چاہیے جن سے مردوں
اور یتیموں کو آئے دن دوچار ہونا پڑتا ہے، اور جن میں تہذیب کی
بدولت روز بروز ہی اضافہ ہوتا ہوا دکھاتی ہے۔

امام حسینؑ کے شجاعانہ کارناموں کے متعلق دنیا کو جتنی زیادہ
معلومات حاصل ہوتی جائیں گی اور ان کے حالات کو جس قدر زیادہ سے
زیادہ نشر کیا جائے گا۔ وہ ہم سب لوگوں کے لئے بہت ہی سونہ
مذہب ہو گا۔

اس لئے کہ اس سے نہ صرف اسلام کی ایک فیض الشاہ

ہستی کے متعلق ہی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی بلکہ
حسینؑ کی زندگی سے ہم یہ سبق حاصل کر سکیں گے، کہ ہم اپنی
زندگی کا معیار کس طرح بلند کر سکتے ہیں۔
دیوان بہادر پربلاس سارودا۔ ایتھار۔ ایسٹریلیا۔

(حسین دی مارٹر)

کر بلا کا واقعہ اتنا دردناک ہے کہ کوئی شخص اس واقعہ کو بلا یزید
 سے فخرت کئے نہیں سن سکتا۔ یہ پہلا سبب ہے
 دوسرا سبب اس عظیم جدوجہد کا یہ ہے کہ خدا کے حامیوں کی
 فوج باطل کے عساکر سے ٹکرائی اور وقتی طور پر باطل کی فوج کو فتح بھی
 نصیب ہوئی۔ امام حسینؑ جانتے تھے کہ جنگ کا نتیجہ کیا ہوگا۔ پھر وہ
 یزید سے کیوں لڑے ؟

انہوں نے حق و صداقت کی خاطر جنگ کی۔ اس تمام عہد میں ان
 کی مثال تاریخی میں نور کی شمع بن کر روشنی پھیلا رہی ہے

دیوان بہادر کے۔ ایلم۔ جھوٹیری
 (سابق چیف ڈین فیصلہ آف)

بسی

(حیثی دنیا)

معرکہ کربلا دنیا کی تاریخ میں پہلی آواز ہے اور شاید آخری بھی جو غلوں کی حمایت میں بلند ہوئی اور جن کی صدا آج تک فناءِ عالم میں گونج رہی ہے۔ حسینؑ کو خلافت کی محبت کرنے میں نہیں لانی تھی نہ وہ جنگ کے ارادے سے آئے تھے، اگر انہیں یزید نے جنگ کرنی ہوتی تو وہ لاؤ لشکر لے کر آتے۔ حکمرانی اور ملک گیری کی ہوس ان کو نہ تھی، نہ یہ ہوس ان کے نفس عالی کو ڈالوانا ڈول کر سکتی تھی، وہ کوفیوں کی دعوت پر محض امر حق کی دستگیری کے لئے آئے اور جان بڑھ کر آئے۔ اس معرکہ کا انجام ان سے پوشیدہ نہ تھا۔ وہ خوب جانتے تھے کہ کربلا کی خاک غبار بن کر اڑے گی لیکن وہ عالی ہمت صدائے درد سن کر دل پر قابو نہ رکھ سکتے تھے۔

یہ میسر کہ اشیاء اور قربانی کی زندہ جاوید داستان ہے، ایک طرف کل ۷۰، ۷۲ ذی روح ہیں۔ جن میں زیادہ تر بوڑھے، ضعیف، حسینؑ کے بچے اور بیمار ہیں۔ دوسری طرف ایک عظیم فوج ہے، ہڈی ول، سامانِ حرب سے لیس، اگر حسینؑ کے اشیاء اور قربانی کے لحاظ سے یہ سانحہ بے مثال ہے تو شاید مخالفین حسینؑ کے دغا و فریب، ہیبت اور نفسانیت

کے اعتبار سے بھی بے نظیر ہے ۔

مکرم کے چاہنے والے ہوں ، تم نے عزت اور جاگیر ، مرتبہ اور منصب حاصل
کئے ، مگر اس پاک نفس بزرگ کے ساتھ دغا کی جو نیرت تمہاری صداقت
در دہن کر تمہاری حمایت کرنے کے لئے نہ بکٹ ہو کر آیا ۔

نہ وہ سلطنت رہی ، نہ وہ ثروت ، نہ وہ مرتبہ ، نہ وہ منصب ، تمہاری
ہڈیاں تک پیوند خاک ہو گئیں ، لیکن تمہاری پیشانی پر کلنگ کا ٹیکہ ابھی
تک لگا ہوا ہے اور قیامت تک لگا رہے گا ۔

تم نے کس کے ساتھ دغا کی ؟ حسینؑ کے ساتھ ، جو تمہارے
نبی کے لئے اسے تھے ۔ مکروہات روزگار سے ، ملک خواہشات سے دور
تمہاری دغا نے دنیا میں کتابِ بڑا انقلاب پیدا کر دیا ، کیا تم اسے جانتے

ہو ؟

نفسی پریم چند ورما

دسرفراز گنگوٹیا

بہنو و برادر حسین میں

کم و بیش جملہ مذاہب کے رہبران نے اشاعتِ مذہب میں قربانیاں
پیش کی ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے حیدر کی قربانیوں میں اثر دیکھا ایسا میں
نے کسی قربانی میں نہیں دیکھا اور یہی وہ چیز ہے جس نے اسلام کو
باقی رکھ لیا۔ ورنہ آج دنیا میں اسلام کا نام لینے والا کوئی بھی سوجھ
نہ ہوتا

سوامی شکر اچاریہ

(شبلیہ لاہور)

اگر حسینؑ اپنی شہادت سے اسلام کے اصول کو از سر نو
 زندہ نہ کرتے تو اسلام مٹ جاتا اور اگر اسلام کا وجود ہوتا
 بھی تو بے اصول، مذہب کی حیثیت سے، جس کے اندر بڑی
 آزادی سے وہ تمام برائیاں پھیل جاتیں جن کا رواج یزید اور اس
 زمانے کے مسلمانوں کی روزمرہ زندگی میں پھیل گیا تھا۔

مسٹر گوگلے سابق صدر انڈین نیشنل کانگریس

درمبھتی دنیا !

ہندو دربار حسین میں

دنیا کی پریشانی میں ضرورت ہے کہ آج اسے حضرت حسینؑ کی بے مثل
قربانی اور ایشیاء کی یاد دلائی جائے

جو پچھلے ایک ہفتہ مقصد کے لئے موت قبول کی اور آجے کو ایک
ادنیٰ خدمت گزار کی حیثیت سے تاریخ کے صفحات میں زندہ جاوید کر دیا ہے۔

مسٹر اقبال زراہن گریڈ والی چائلس

نیارس یونیورسٹی

راہیلہ (حسین) ڈیڑھ سالہ لکھنؤ

امام حسینؑ نے پہلی جو سبتی سکھایا ہے وہ ہماری زندگی کے لئے چراغ

یہ آسان بات ہے کہ حق اور سچائی کے لئے اپنی جان دینے دی جاسکے،
مگر یہ مشکل ہے کہ ہزاروں دشمنوں کے مقابلہ میں چند گئے چنے ساتھیوں اور
رشتہ داروں کو لے کر ان کا مقابلہ کیا جائے، اور یکے بعد دیگرے اپنی آنکھوں
کے سامنے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو قتل ہوتا ہوا دیکھا جائے،

حسینؑ نے تیرہ سو سال پہلے جو سکھایا تھا، وہ سبت آج تک ہم
سکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہندوؤں کا کوئی بڑا نیٹ یا عالم اس وقت
نیک حقیقی معنوں میں عالم یا نیٹ نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ حسینؑ کے
اس پیغام اور اصول کو اچھی طرح نہ جانے اور اس پر عمل نہ کرے،

امام حسینؑ صرف مسلمانوں کے ہی نہیں بلکہ ہندوؤں کے بھی ہیں اور
ہندو مسلمان ان کے نقش قدم پر چل کر ظلم و ستم کے خلاف سیدہ سپر ہو سکتے
ہیں۔

بی جی کھیرو سابق وزیر اعظم (صوبہ بمبئی)

رشیہ لاہور،

ہندو دربار حسین میں

شہادتِ حسینؑ میرے لئے ہمیشہ ایک الیر کشش رکھتی ہے۔
اس زمانہ میں بھی جب کہ میں کمسن بچہ تھا، میں اس عظیم واقعہ کی
یاد منانے کی اہمیت کو سمجھتا تھا۔ اتنی بلند قربانی نے جیسی کہ اہم حیدرؑ
نے پیش کی ہے، انسانیت کو اس درجہ سے بلند کر دیا ہے، ان کی یادگار منانے
اور قائم رکھنے کے قابل ہے۔

بایورپ شوقم داس ٹنڈن - اسپیکر یوپی اسمبلی

• حسین ڈے رپورٹ لکھنؤ

ہندو دربار حسین میں

امام حسینؑ نے اپنا قربانیوں اور اشیاء سے دنیا پر ثابت کر دیا ہے
کہ دنیا میں حق و صداقت کو زندہ اور پائندہ رکھنے کے لیے ہتھیاروں اور
فوجوں کی بجائے جالوں کی قربانی پیش کر کے کائنات میں جا سکتے ہیں انہوں
نے دنیا کے سامنے ایک بے مثال نظیر پیش کی ہے،
آج ہم اس بہادر جان فدا کرنے والے اور انسانیت کو زندہ رکھنے
والے عظیم الشان انسان کی یادگار مناتے ہوئے اپنے دلوں میں فرزند مہمات
کا جذبہ محسوس کرتے ہیں
امام حسینؑ نے ہمیں بتا دیا کہ حق و صداقت کے لیے اپنا سب کچھ
قربان کیا جاسکتا ہے

سر داد غار شهن

دستگیر ہند

(پیام اسلام)

ہندو مقصد کیلئے جنگ کرنے والے ہندو مرتبت حسینؑ کے جذبہٴ ایثار اور قربانی کی
جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے، یہ وہ پاک انسان ہیں جنہوں نے اس سے تقابلاً جو ہر روز
دنیا کو نصیب نہیں ہوتے اور جب اس سرزمین پر اترتے ہیں تو اسے آسمان کی طرح
ہندی اور عظمت عطا کر دیتے ہیں، اپنے جانز حق کے لئے لڑنا اور جان دے
دینا یہ امر بھی کچھ کم داد و تحسین کا مستحق نہیں ہے۔ یہ بات ہے کہ وہ انسان
وہ انسان کتنا عظیم ہندو مرتبہ اور قابل صد تحسین تھا، جس نے اپنے
لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے اسلام کے لئے، اور اسلام کے مستحکم اور ہندو اصولوں
کے لئے جنگ کی، اور اپنی ہی نہیں بلکہ اپنے اہل خاندان تک قربانی دے دی،
وہ دشمن کے مقابلہ میں کمزور تھا، اس کی فوج صرف بہتر نفوس پر مشتمل تھی،
وہ بھی بھوکے، پیاسے۔ مگر حسینؑ اور ان کے ساتھیوں نے جس استقلال
اور شجاعت سے جنگ کی، اس سے ثابت کر دیا کہ ان کا مقصد کتنا پاکیزہ
جذبہٴ کٹنا ٹیک۔ اور ارادہ کتنا بلند تھا۔

اے خاک کہ غلا تجھ پر خدا کی ہزار ہزار رحمتیں ہوں کہ میرے سینے میں
خدا کی مقدس امانت دُن ہے۔ تیرے ذرہ پر معصوم خون کے نوارے گئے

ہندو دربار جینی میں

ہیں

کنج بہاری لال ایمڈ کیٹ (الہ آباد)

وغشور لکھنؤ

ساتویں صدی مسیحی کے آخر میں جب کہ یزید فرار وائے دمشق کی سرگرمی میں عوام کے ایک گروہ نے اسلام مقدس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو متقی و پرہیزگار حسینؑ نے مذہب اور صداقت کی حمایت کے لئے کربلا کے میدان میں شجاعت و بہادری کے ساتھ اپنی جان کی قربانی پیش کر دی، مادی طور پر یزید کو فتح حاصل ہوئی لیکن روحانی حیثیت سے اس کی یہ فتح شکست ثابت ہوئی وہ اسلام کو جو صورت دینا چاہتا تھا اور باطل کی جس بنیاد پر اسلام کو قائم رکھنا چاہتا تھا۔ وہ صورت و بنیاد ہر ت جلد معدوم ہو گئی۔

حسینؑ کی شہادت کا نتیجہ فتح و کامرانی کی صورت میں نکلا اور اسلام یعنی سچے اور حقیقی اسلام نے ہر سر تو نشو و نما حاصل کی۔ مافوق البشر ہستیوں کا یہ مذہبی سرینہ رہا ہے کہ وہ عوام کی دماغی قومیت و تعلیم کا سامان بہم پہنچائیں۔ وہ اس راہ میں دنیا کے رنج و مصائب کا کوئی لحاظ نہیں کرتے کرشن جی نے ایک شکاری کے ہاتھوں جان گنوائی۔ مسیح کی زندگی کا خاتمہ بھی افسوسناک ہوا۔ لیکن مذہب کے متعلق انہوں نے جو شاہراہ دکھائی، وہ اب تک انسانوں کو منفعت پہنچا رہی ہے۔

مقدس حسینؑ کی الم انجیز قربانی نے عملدلت کی تیارگی کا خاتمہ کر

دیا۔ اور ایک نئی روشنی پھیلا دی۔ وہ قربانی آج ہزاروں مسلمانوں اور
غیر مسلموں میں اس جذبے کو متحرک کر رہی ہے کہ فرائض کے ادا کرنے میں
جان کے جانے اور موت کے آنے کی پرواہ نہیں کرنا چاہیے۔

آج جب کہ قومیت کی روح بیدار ہو رہی ہے، ہم کو دعا کرنی
چاہیے کہ خدا مقدس حسینؑ کی روح کو عظمت و برتری عطا فرمائے۔

بالوکالی بد میر جی نیشانا تھو رائے

(حسینؑ دی مارٹر)

حضرت امام حسینؑ کی طرف دنیا کے اس جذب و کشش کا سبب کیا ہے؟
 بات یہ ہے کہ کشش دو چیزوں سے پیدا ہوتی ہے، ایک حسن
 دوسرا احسان، حضرت امام حسینؑ میں یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔ حسن
 سے مراد یہاں حسن اخلاق ہے جو حسن صورت سے زیادہ جاذب ہے
 آپ کے اخلاق کا یہ عالم تھا کہ دشمنوں کو بھی آپ میں کوئی برائی
 دکھائی نہیں دیتی۔

آپ کا یہ احسان! اس کا کیا پوچھا۔ حضرت امام حسینؑ غریب نہ
 تھے۔ مگر ان کا پیسہ غریبوں پر صرف ہوتا تھا۔ وہ خود فاقہ کرتے تھے
 رانیاں گھر میں چکی پستی تھیں اور بچے بھوک سے روتے تھے۔ مگر
 پیسے کے مفاد کا پیسہ وہ اپنے ذاتی مصرف میں نہیں لاتے تھے،
 انہوں نے میدانِ کربلا میں چار سبق دیے!

(۱) اے لوگو! تم سب بھائی بھائی ہو۔

(۲) اونچ نیچ کی کوئی تفریق نہیں، ان تفریقوں کو مٹا دو۔

(۳) سچائی کے راستہ پر مرتے دم تک قائم رہو۔

(۴) ظالم کے ظلم کا مقابلہ کرو یہاں تک کہ اس کے تختے کو الٹ

ہندو دربارِ حنفی میں

دو۔

دنیا اگر آپ کی اس تعلیم پر عمل کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ تمام جگہ

بکھترے ختم نہ ہو جائیں۔

تمام مصیبتیں اس لئے ہیں کہ ایک دوسرے کو پست اور حقیر سمجھ

جاتا ہے۔ چھوٹ چھات کا خیال چھپایا ہوا ہے۔

سوامی کلچر گانٹ مسافرن

(و حیدر آباد سے رپورٹ)

امام حسینؑ کی عظمت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ تقریباً سارے تیرہ سو سال سے ان کی یاد میں کروڑوں انسان آنسو بہا رہے ہیں اور صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ ہر مذہب و ملت کے لوگ انہیں خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں

بلند نسب العین، شخصی آزادی، اخلاقی اقدار کی حفاظت اور ظلم کے خلاف مستقل مزاجی سے ڈٹ جانا۔ یہ وہ خصوصیات ہیں جن کی موجودگی سے حضرت حسینؑ کو ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوئی

حسینؑ نے سخت سے سخت مشکلات کا مقابلہ کیا۔ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے جوان اور شیر خوار بچوں کو ذبح ہوتے ہوئے دیکھا۔ اپنے اہل خاندان کو خاک و خون میں لوٹتے ہوئے دیکھا۔ مگر اپنے موقف پر چٹان کی طرح ڈٹے رہے اور آخر میں اپنی مصیبت زدہ خواتین اور بیمار بیٹے کو خدا کے سپرد کر کے چھوڑ کر خود بھی خون کے سمندر میں تیر کر پار اتر گئے۔

ان معائب کا تصور کر کے جو امام حسینؑ کو پیش آئے انسانی ہمت جواب دے دیتی ہے۔ آفرین ہے اس عظیم انسان پر جو ان تمام مراحل میں

سے بڑی پامردی اور استقلال سے گزر گیا۔
 ایسے عظیم انسان کی یاد میں میر تقی دت ختم کر دینا، ہر انسان کیلئے باعث
 فخر ہے، جو دنیا سے حکم و استبداد گناہ اور فسق و فجور کا خاتمہ چاہتا ہے۔
 کاش آج بھی دنیا کو کوئی حسین میسر آجائے تاکہ ایک بار عظیم و
 مستم اور فسق و فجور کا خاتمہ ہو جائے۔

اس کے اچاریہ (جرنلٹ) مدد اس
 (مقام حسین)

دنیا میں حسینؑ کے علاوہ اور بھی بہت سے انسان شہید ہوئے، حسینؑ سے
 شہید نہیں تھے؛ مگر جب ہم ان واقعات پر نظر ڈالتے ہیں جن میں حضرت حسینؑ
 کو گندنا پڑا اور ان مقاصد پر غور کرتے ہیں جن کے لئے حسینؑ نے اپنی اور
 اپنے ساتھیوں کی جانیں قربان کیں تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حسینؑ سے بڑھ کر
 کوئی شہید دنیا کی ابتدا سے لیکر آج تک پیدا ہوا ہی نہیں ہوا۔
 انہوں نے حق کی اشاعت، انسانیت کی بقا، اسلامی اصولوں کی حفاظت
 اور ملکیت کے خاتمہ کے لئے جو جدوجہد کی اور ایسی شدید تکلیفیں برداشت
 کیں جن سے انبیاء بھی شاد و نادر ہی دوچار ہوئے ہوں گے، اس لئے کوئی
 وجہ نہیں کہ انہیں تاریخ عالم کا عظیم کردار قرار نہ دیا جائے اور ان کی قربانیوں کا
 فرائض کر دیا جائے۔ ان کی پاکیزہ زندگی، ان کی اعلیٰ تعلیم، ان کا عزم
 عمل اور استقلال و شجاعت، یہی دنیا تک انسانیت کی رہنمائی کرتی رہے
 گی۔ وہ روشنی کا یمنار ہیں، منزل کے متلاشی ان سے روشنی حاصل کر کے منزل کی
 طرف بڑھتے رہیں گے۔

جے آر گوڈ سے، ایڈوکیٹ بمبئی

(مقام حسینؑ، مدینہ)

بزرگ ہستیاں خواہ ان کا تعلق کسی مذہب سے ہی ہو، ہمارے نزدیک واجب الاحترام ہیں، اور غیر مذہب کے رہنماؤں کی عزت کرنا ایک ایسا وصف ہے جو ہندوؤں کو اپنے رشتوں سے ورثہ میں ملا ہے یا ہے، وجہ ہے کہ برہمن سماج جیسی سوسائٹیاں ہندوؤں میں قائم ہوئیں، اور اب بھی ہندوؤں کی سرپرستی اور مدد سے چل رہی ہیں۔

اندریں حالات اگر ہم عرب کے اس شہیدِ اعظم کو خراج تحسین ادا کرتے ہیں تو اس کا مقصد مسلمانوں کو خوش کرنا نہیں بلکہ حقیقت ایک عظیم الشان شخصیت کا مطالعہ کرنا اور انسانیت کے تین اپنا فرض ادا کرنا ہے۔

لالہ دینا ناتھ ایڈیٹر دیر بھارت

(پیامِ اسلام)

اگر حسینؑ کی زندگی اور قربانی کے مقصدِ اعلیٰ کو سمجھ لیا جائے، تو ہر ہندو شیعہ، سُنی اور ہر انگریز بالکل اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ پست سیاست حسینؑ کی نظر میں بیکار تھی۔ اپنے دشمن کی فوج میں تفرقہ اندازی یا پھوٹ ڈالنے کی کوشش کا خیال ہی ان کے دماغ میں نہ تھا، وہ تو اپنے ہی ساتھیوں سے فرماتے تھے کہ متفرق ہو جاؤ اور میرے ساتھ اپنی جان نہ دو مگر ان کے مسطح مہر اصحاب با وفا کے قدموں کو جنبش نہ ہوئی، اور انہوں نے اپنی زندگی کے آخری سالوں تک ان کا ساتھ دیا۔ موت کی تلخی اور حیات کی شیرینی بھی ان کو اپنے آقا سے جدا نہ کر سکی، اس لئے کہ وہ لوگ حسینؑ میں تجلیاتِ الہی کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ حسینؑ دنیاوی متنازعہ رکھتے ہی نہ تھے بس ان کا مقصد یہ تھا کہ مستقبل میں تاریک اور یزید پرست دنیا کے لئے، ایک مثالی انسان ایک نورِ ہدایت اور ایک غیر فانی رہنما ثابت ہوں۔ انہوں نے موت کو خود وعدت نہیں دی بلکہ یزید کی بیعت اور اپنے منمیر کا خون کر کے زندہ رہنا انہیں گوارا نہ تھا۔ وہ صرف اپنے منمیر کے پابند تھے، جو اس فرزانہ و ایزید کو تسلیم نہ کرتا تھا۔ اسی لئے کہ وہ نا اہل، فاسق اور اسلام سے کوسوں دور تھا۔ وہ خوشی کنہہ کشی اختیار کر لیتے اگر یزید شیطان کا بندہ نہ ہوتا بلکہ

حسین کی طرح خدا کا برگزیدہ بندہ ہوتا۔

اگر حسین علیہ السلام کو حکومت ملتی تو ان کی حکومت زمین پر آسمانی

حکومت ہوتی۔ تاہم مرنے کے بعد بھی وہ ایسی حکومت کر رہے ہیں جو کوئی حکمران

نہیں کر سکتا۔ وہ لازوال تخت و تاج کے مالک ہیں۔ وہ ہمارے غیر فانی بادشاہ

ہیں، انہوں نے فطرتِ انسانی کو غیر محدود وسعت عطا فرمائی ہے، جیسا کہ

وفا دارِ آسمان کے ستاروں کی طرح بگمگار ہے ہیں۔ نسلِ انسانی سب تک

صغیر ہستی سے خود نہ مرٹ جائے، ان کے کارناموں کو فراموش نہیں کر سکتی۔

سی، ایس، رنگا آنر سابلو ایم ایل اے

(مؤن لائٹ)

حسین سے سکھوں کی عقیدت

انسانی تاریخ میں شہیدوں کا مرتبہ بہت بلند ہے اور سچے شہید اہم چاہے وہ کسی ملک قوم کے ہوں ہر مذہب قوم کے لئے قابلِ عزت ہیں۔ کوئی پابند اصول ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ شہید کسی خاص قوم یا زمانے کے لئے رہنما ہیں بلکہ شہیدوں کی روشن مثالیں ہر فرد و بشر کے لئے بہت آموز ہیں اور اسی نقطہ نظر سے حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے واقعات ساری دنیا کے لئے قابلِ مطالعہ ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ حضرت امام حسینؑ کی شجاعت کی یاد تازہ رکھنے کے لئے سکھ، ہندو، عیسائی دل سے شامل ہوں گے، میرا یہ پیغام معنوی یا رسمی پیغام نہیں بلکہ میرے خیالات کا صحیح عکس ہے۔

مہاراجہ جگجیو سنگھ بہادر والی کپورتھلہ

(دھماکا نرلا پور)

سکھ عقیقت مند

سکھ قوم کی روایات ہمیشہ سے بہادری اور شجاعت سے بالستہ رہی ہیں۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ وہ دوسرے مذاہب کے بہادروں کی عزت نہ کریں۔ امام حسینؑ کی عزت کرنا تو سکھوں کے نزدیک ایک لازمی امر ہے۔ انہوں نے کر بلا کے میدان میں اپنے مسمیٰ بھرسا تینوں کی ہمراہی میں ٹڈی دل لشکر کا جس پامردی سے مقابلہ کیا اور بڑی سے بڑی مشکل کو جس طرح ہنس کھیل کر برداشت کیا اس نے ان کا مرتبہ اس قدر بلند کر دیا ہے کہ وہ بہادمان عالم میں ممتاز جگہ پر فائز ہیں۔ انہوں نے اپنی اور اہل خاندان حتیٰ کہ شیر خوار بچے کی جان تک قربان کرنا گوارا کر لی مگر ظلم و ستم اور فسق و فجور کے آگے سر تسلیم خم کرنا گوارا نہ کیا۔

انہوں نے حق کی خاطر بڑی مردانگی سے جنگ کی، کون کہتا ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں شکست کھا گئے، شکست تو ان کے دشمنوں کو ہوئی جن پر آج دنیا لعنت بھیج رہی ہے اور فتح حضرت حسینؑ کی ہوئی جن کی غلامی کا دعویٰ بڑے بڑے فرماں روا یان عالم فخر سے کرتے ہیں۔

سردار خزان سنگھ، ایم اے پروفیسر، لدھیانہ کالج

(سروش ممبئی)

حسینؑ نے اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے جان دی، ان کی قربانی
 جتنی شہیدوں میں سے زیادہ بلند ہے، انہوں نے اپنی قربانی کسی خود غرضانہ
 مقصد کے لئے نہیں پیش کی تھی بلکہ صرف حق اور انصاف کو بلند کرنے کے
 لئے دنیا کی تاریخ میں بے شمار لڑائیاں لڑی گئیں لیکن کربلا کی لڑائی اپنی اہمیت
 کے لحاظ سے بے حد نمایاں جنگ تھی، کیونکہ یہاں ہم کو یہ دکھائی دیتا ہے، کہ
 نیکی اور بدی کی قوتیں اپنے انتہائی درجہ کمال تک پہنچ کر ایک دوسرے کے
 خلاف صف آرا تھیں۔

حسین صدائے صداقت اور فرض شناسی کا مجسمہ تھے۔ جو سختیاں ان کو برداشت
 کرنا پڑیں، وہ اتنی اندوہناک ہیں کہ ایک سنگین دل کو بھی توڑ دیتی ہیں، لیکن
 حسینؑ کے قدم کو ادائے فرض میں ذرا بھی لغزش نہیں ہوئی، انہوں نے نہایت
 بہادری سے موت کا مقابلہ کیا لیکن کیا حسینؑ مر گئے؟ نہیں وہ آج تک
 زندہ ہیں۔ وہ کیسے نہیں بلکہ بلند ہو گئے اور جب تک اب تک اور زیادہ بلند
 ہو چکے ہیں، حسینؑ زندہ ہیں اور آخرت تک زندہ رہیں گے۔ البتہ ظالم مزید
 جبر سمجھتا تھا کہ اپنی قوت کی بدولت جو کچھ چاہے کر سکتا ہے، ختم ہو

سکھت مند

گیا:

سردار جسونت سنگھ ایم اے بی اے ایس سی این ٹی لندن

(حیدر دے رپورٹ مکھنٹر)

لفظ ہر مسلمان اوسطاً زیادہ غریب لیکن مسلمان سب سے زیادہ
امیر ہے، کیونکہ حسین جیسی شخصیت اسے ورثہ میں ملی، اگر آپ حسین کو بھول
جائیں تو اس کا نتیجہ نقصان ہی نقصان ہوگا۔

حضرت محمد مصطفیٰ سے پہلے دنیا کس نقطہ سے نا آشنا اور سیکانہ محض
تھی۔ جذبہ شہادت مسلمانوں نے ہی دنیا کو دیا ہے، انہوں نے اسے لفظ کی
حیثیت سے ہی دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا بلکہ اسے عملی جامہ پہنایا اور اس
سلسلہ میں بہترین نمونہ شہادت شہید کر بلا ہیں

حسینؑ نے اپنی قربانی اور شہادت سے انہیں زندہ کر دیا اور ان پر ابدیت
کی مہر لگا دی، حسینؑ کا اصول اٹل ہے اور اٹل رہے گا، حسینؑ نے جو قلعہ تیار کیا
ہے اسے کوئی گرا نہیں سکتا، کیونکہ یہ قلعہ پتھر چوڑے سے نہیں بلکہ انسانی زندگی
اور خون سے تیار کیا گیا ہے، حسینؑ زمانہ کی سیاسی باتوں کے منفی شناس تھے،
کر بلا کے میدان میں حسینؑ نے جو حرب استعمال کئے، وہ انصاف، پریم، اور
قربانی ہیں۔ حسینؑ کا کیریکٹر رترو بلا ہے، حسینؑ انصاف، پریم اور

سکر فقیہ

قربانی کا دیتا ہیں۔

سرا کر تار شکہ، ایم اے ایل ایل بی و ایڈ وکیٹ ہائی کورٹ

پٹنہ

حیدری و نیا

ہر ایک حق شناس شخص جسے خدا نے ذرا بھی عقل سلیم عطا کی ہے، وہ واقعات کو بلا کے غیر جانبدارانہ مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ۔

حضرت امام حسینؑ نے جو جنگ لڑی، وہ ان کی ذاتی جنگ نہ تھی، بلکہ انسانیت و حق پرستی کی حمایت کی جنگ تھی، حضرت ذاتی طور پر خونریزی اور جنگ کو پسند نہ کرتے تھے۔ اس وجہ سے جب انہوں نے مدینہ میں جنگ کی سازشوں کے آثار دیکھے تو مکہ تشریف لے گئے۔ اور جب مکہ میں جنگ کے بادل منڈلاتے ہوئے پائے تو کوفہ چلے گئے۔ حج کے ایام میں اسلامی دنیا مکہ منورہ کی زیارت کے لئے امنڈ رہی ہو مکہ سے واپسی کوئی آسان کام نہ تھا۔ حضرت کو خلاف معمول حاجیوں نے واپس جاتے دیکھا تو ان کی حیرت و استعجاب کی کوئی حد نہ رہی اور اکثر حاجی بے اختیار کہہ اٹھے کہ یا حضرت یہ کیا ماجرا ہے کہ اسلامی دنیا تو حسب معمول حج کے لئے مکہ کی طرف اور آپ خلاف معمول مکہ سے واپس جا رہے ہیں۔ لیکن حضرت جنگ کے حامی نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے جنگ کی ساجت بند کوٹاٹنے کے لئے فریضہ حج جیسے اہم فرض کی

ادائیگی سے محروم نہ رہنا بھی گوارا کر لیا اور حاجیوں کی حیرت اور پریشانی کو دور کرنے کے لئے حضرت نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ فرماتے ہیں خدا کی راہ میں قربانی ہونے جا رہا ہوں۔ "نرمی، متانت اور سنجیدگی، حضرت کے ورثہ میں آئی تھی اور جبکہ مخالفین ظلم، فساد و مزاہی اور تکبر میں دنیا کا ریکارڈ مات کر رہے تھے۔ اس آخری وقت پر بھی حضرت نے نرمی، متانت اور سنجیدگی کے اوصاف کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور یہاں تک ملائمت کی کہ انتہا کر دی کہ اپنے ایک پیغام کے ذریعہ سے آپ نے مکہ یا مدینہ میں گوشہ نشین ہونے یا یزید کی مملکت سے باہر کسی ملک میں جانے کی آمادگی ظاہر کی۔ لیکن اس وقت ظالم یزید اور اس کے حواری چونکہ حضرت امام حسینؑ اور ان کے عزیز و اقارب کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے "بیعت یا قتل" کا جواب دے کر حضرت حسینؑ کی اس شریفانہ پیشکش کو بھی ٹھکرا دیا۔

اب آخری موقع پر امام حسینؑ کے سامنے سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہ تھا کہ یا تو وہ بھی دنیا کے دیگر کمزور اور بزدل انسانوں کی طرح

یزید جیسے فرعون و بدکار سے بیعت کر کے محض اپنی ذاتی جاہ و شہرت کے لئے اپنے بزرگوں اور دین اسلام کے ناموس کو خطرہ میں ڈال دیں یا حق و صداقت کے راستہ پر شہید ہو کر آئندہ دنیا کے لئے شمعِ ہدایت ثابت ہوں۔ چنانچہ حضرت نے اپنی جان اور اپنے ساتھیوں، اور عزیز و اقارب کو مینٹ چڑھا کر شہادت اور قربانی کی کربلا میں وہ زخیر قائم کر دی۔ جس کے مطالعہ سے آج تیرہ سو سال بعد بھی ایک پتھر سے پتھر دل انسان کے روئ گئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

معا لینن یہ تجھے موٹے تھے کہ حضرت حسینؑ، ان کے بھائی حضرت عباسؑ ان کے ننھے بھانجوں۔ بھتیجوں چھ ماہ کے شیر غار بچے حضرت علیؑ اصغر کو تہ تیغ کر کے انہوں نے حضرت حسینؑ کی امامت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ جسے مٹانے کے منصوبے وہ باندھ رہا ہے ہیں ان کو مٹانا آسمان نہیں ہے۔ اور جلد ہی وہ وقت آنے لگا۔ جب پکا داغ عالم میں حضرت امام حسینؑ کی امامت کا ڈنگا بجے گا۔

یزید اور اس کے حواریوں کو اس بات کا وہم نہ دگیا تھا کہ وہ حدیثِ نقاد اور پیروں کی لاشوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامان کر کے

سربہدیت کی ایسی مثال قائم کر رہے ہیں جس کے خوف سے آئندہ دنیا میں حضرت امام حسین کا کوئی نام لینا باقی نہ رہے گا۔ لیکن یہ نہیں جانتے تھے کہ حضرت کے رفقہ اور پیروں کی پامالی اور ان کے ایک ایک قطرہ خون سے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں ایسے عقیدت مند پیدا ہو گئے جو دنیا کے کونے کونے میں حضرت امام حسین اور ان کے رفقہ کی قربانیوں پر فخر کرتے ہوئے ان کی ثنا کے سنے گا یا کریں گے۔

یزیدیوں کے سر پر بھوت سوار تھا کہ وہ اہل حرم کی توہین و تذلیل کر کے اور قابل پرستش خواتین کو اذیتیں دے کر ایک ایسے وحشیانہ حربے کو استعمال میں لارہے ہیں کہ جس کی وحشت سے آئندہ کسی عورت کو یزیدیوں کے ظلم و جبر کے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکے گی۔ اور ہمیشہ کے لئے بلا خوف و خطر چین سے خلافت کی بانسری بجاتے رہیں گے۔

گم راہ یزیدیوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ جن معزز خواتین اہل حرم کی توہین و تذلیل کر کے وہ آج خوشیاں منا رہے ہیں۔ وقت آئے گا جب کہ انہیں معصوم اور بے گناہ خواتین کی مصائب انگیزیاں ایک دن ایسا رنگ لائیں گی، کہ ہر گھر میں ان بہادر خواتین کی بے نظیر قربانیوں کے نہ صرف گونگے گائے

یا کریں گے۔ بلکہ آئندہ دنیا میں جابر مزید اور اس کے حواریوں کا کوئی نام
ایسی باقی نہ رہے گا۔

مذہب اسلام کے موجودہ عروج و ترقی میں حضرت امام حسین اور ان
عزیز و اقارب و رفقاء کی شاندار قربانیوں کا راز مسخر ہے۔ اس وجہ
حضرت کا نام تمام دنیا میں آج عزت و احترام سے لیا جاتا ہے اور
تک دنیا قائم ہے۔ شہادت اور قربانی کے شیدائی حضرت کی یادگار
خلوص اور صدق دل سے مناتے رہیں گے جس طرح ہم متا رہے ہیں۔

سردار سنت سنگھ دیرینڈنٹ یوپی سنٹرل سکول دیوان و

ایڈیٹر الفضا۔

(یادگار حسین منعقدہ لکھنؤ)

تشنہ کامی، بیکسی، غربت، فیر بربانی لڑکے خنجر، بارش بیکان بلبے خونچکا
 ہے دم شمشیر سے بھی تیز تر راہ جہاں ہر قدم اک مرحلہ ہے، ہر نفس اک
 زندگی پھر اہل دل کی اور آسانی طلب !
 یہ وہ ہے جس کا ہر قطرہ ہے قربانی طلب
 فطرت آدم کو کر دیتی ہے قربانی بلند دل پہ کھل جاتی ہے اس کے نور سے ہر
 مہر و ماہ ہوتے ہیں اس کی خاک پا آرہند ہے فرشتوں کے گلوے پاک میں اس
 سرور جس میں ذوق قربانی مہجک سکتا نہیں
 شکوں سے بڑھتا ہوا سیلاب رک سکتا نہیں
 گلشن صدق صفا کا لالہ رنگیں حسین ! شمع عالم، مشعل دنیا چرخ دین
 سر سے پاتک سرخی افسانہ خویش حسین جس پہ شاخوں کی خوشی قربان ٹمگیں
 مطلع نور پر دین ہے پیشانی تری ،
 باج لیتی ہے ہر اک فام سے قربانی کی
 جاوہ عالم میں ہے رہبر ترا نقش قدم سایہ دامن ہے تیرا پرورش گاہ
 بادہ ہستی کا ہستی سے تیری سے کیف کم اٹھ نہیں سکتا تیرے آگے سر لوح

تو نے بخشی ہے وہ رحمت ایک مُشتِ خاک کو
جو باں سرکردگی حاصل نہیں افلاک کو

ما تعلقِ بزمِ حقیقتِ نغمہ سازِ حجاز ناز کے آئینہ روشن میں تصویرِ نیاز
بیدہ حق ہیں، دل آگہ، نگاہِ پاکباز رولقِ شاہِ عجم اسے زینتِ صبحِ حجاز

تو نے بخشی ہر دل مردہ کو وہ شمعِ حیا
جس کے پر تو سے چمک اٹھی جہن کاٹنا

بارشِ رحمت کا مشرودہ، بابِ حکمت کی کلید روزِ روشن کی بشارت، صبحِ رنگیں کی نوید
ہر نظامِ کہنہ کو پیغامِ آئینِ جدید اے کہ جسے تیری شہادت اصل میں مرگِ نرید

تیری مظلومی نے ظالم کو کیا یوں بے نشان
ڈھونڈتا پھرتا ہے اس کی ہڈیوں کو آسمان

ہر گلِ رنگیں شہیدِ خنجرِ جو رُخزاں! ہر دلِ غمگین ہلاکتِ آہ و نغماں

جاگزیں ہے اے سحرِ ہر شے میں سونہاں بھول پر شبنم چھڑکتا ہوں اٹھتا ڈھواں

سکھتے تھیں

خیر آہن گلوٹے مزدکشہ کام ہے ،
چھٹ نہیں سکتا یہ وہ داغ جبینِ شام ہے

کنور ہند سنگھ سیدی سحر دہلوی

(الواعظ)

حسینؑ پارسیوں کی نظر میں

اگر شہیدِ اعظم حسینؑ کی قربانیاں نہ ہوتیں تو دنیا اخلاقِ مذہب اور صداقت سے نا آشنا رہتی۔ دنیا شہداء کی ممنون ہے جنہوں نے موت کو ذلت پر ترجیح دی۔ امام حسینؑ ان شہداء کے سردار ہیں جنہوں نے انسانیت کی خدمت کے لئے جان دی۔ ہم کو ان کی یاد اپنے عمل سے منانا چاہیے اور ان کی قربانیوں سے ملوث لینا چاہیے۔

دستورِ کچنسر و ہیار کنور (پیشواؑ کے اعظم فرقہ پارسی)

(شیلو لاہور)

حسین پارسیوں کی نظریں

امام حسینؑ نے کربلا کے میدان میں آج سے تیرہ سو سال قبل جو قربانی پیش کی تھی۔ وہ ہمارے لئے ایک نمونہ ہدایت ہے اور صدق و باطل کے معرکہ میں ہم کو اپنا حق ادا کرنے کی ہمت دلاتی ہے۔ امام حسینؑ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شکست کھائی مگر اس شکست میں لافانی فتح مضمر ہے۔ امام حسینؑ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر صحیح روح ایسے عزم اور بلند مقصد کو پیش نظر رکھا جائے تو دشمن کی کثیر تعداد کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

د سر بہرام جی۔ جی۔ جی بھائی د سالتن صدر اسپرل بنک آف انڈیا
(حسینی پیغام۔ بمبئی)

حسین علیہ السلام کی عیسائیت کے آئینہ میں

حسین دین دار۔ خدا پرست، فریقین اور بے مثل بہادر تھے۔ وہ
سلطنت اور حکومت کے لئے نہیں لڑے بلکہ خدا پرستی کے جوش میں یزید
سے اس لئے بیزار تھے کہ وہ اسلام اور دین محمدی کے خلاف تھا۔
زمشر جان لوزنگ

حیاتی حیثیت کے آئینہ میں

۱۰۔ ارحم الراحمین ۱۱۔ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۵ء اس لاجواب
 لڑائی کی تاریخ ہے۔ کئی ہزار فوج کے ساتھ لڑنے میں بہتر آدمیوں کا
 زندہ رہنا محال تھا۔ زندگی تلف ہو جانے کا یقین کامل تھا: نہایت
 آسانی سے ممکن تھا کہ حضرت امام حسینؑ زندہ سے اس کی تمنا کے موافق
 بیعت کر کے اپنی جان بچا لیتے مگر اس ذمہ داری کے خیال نے جو مذہبی یقین
 کی طبیعت میں ہوتا ہے۔ اس بات کا اثر نہ ہونے دیا اور آپ کو نہایت سخت
 مصیبت اور تکلیف پر بھی ایک بے مثل صبر و استقلال کے ساتھ قائم رکھا۔
 چھوٹے چھوٹے بچوں کا قتل۔ زخموں کی تکلیف، عرب کی دھوپ،
 اس دھوپ میں زخموں سے ٹھہال کی پیاس یہ ایسی تکلیفیں نہ تھیں جو سلطنت
 کے شوق کے سامنے کسی آدمی کو صبر کے ساتھ اپنے ارادے پر قائم رہنے دیں۔
 مسرت و شگفتگی اور رنگ

(انجام کراچی)

آؤ ہم دیکھیں کہ واقعہ کربلا سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے۔ سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ شہیدانے کربلا کو خدا کا کامل یقین تھا۔ اس کے علاوہ ان سے قومی غیرت اور حمیت کا بہترین سبق ملتا ہے جو کسی اور تاریخ سے نہیں ملتا۔ وہ اپنی آنکھوں میں اس دنیا سے اچھی دنیا دیکھ رہے تھے، ایک نتیجہ یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ جب دنیا میں معصیت اور غضب وغیرہ بہت ہوتا ہے تو خدا کا قانون قربانی مانگتا ہے اس کے بعد تمام راہیں صاف ہو جاتی ہیں۔

مسٹر کارلائل (مصنف پیردزائیڈ پریور شپ)
(انجام کراچی)

حسین علیہ السلام کے آئینہ میں

دنیا میں رستم کا نام بہادری میں مشہور ہے لیکن کئی شخص ایسے گزرے ہیں جن کے سامنے رستم کا نام لینے کے قابل نہیں۔

بہادری میں اول درجہ کا مرتبہ حسینؑ ابن علیؑ کا ہے، کیونکہ میلان کربلا میں ریت پر تشنگی اور گرسنگی کی حالت میں جس شخص نے ایسا کام کیا ہو اس کے سامنے رستم کا نام وہی شخص لے گا جو تاریخ سے واقف نہیں۔

مسٹر جیمس کارکن (مصنف تاریخ چین)

(انجام کراچی)

حسینؑ میں صبر و استقلال زور اخلاق کے وہ انبیاءِ جواہر اور کمالاتِ موجود تھے، جو عام انسانوں میں نہیں پائے جلتے اس لئے حسینؑ کی ذات خود ایک معجزہ ہے۔ حسینؑ کی بہادری اور شجاعت کی مثال شاید ہی دنیا کبھی پیش کر سکے۔ اقوامِ عالم کی تاریخ کبھی کوئی ایسا سوڑا پیش نہ کر سکی جو ہزاروں سے یکہ و تنہا لڑا ہو اور بہ رضاءِ رغبت مرنے پر تیار ہو گیا ہو۔

انجامِ کربلا

حسینؑ اپنے شہادت کو گود میں لئے ہوئے تھے آپ اس بچے سے نہایت مونس تھے اور عیدِ محبت کرتے تھے۔ آپ نے اپنی محبت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا ہی تھا کہ ایک زہر آلود تیر آیا اور معصوم کے دل کو چیر گیا۔ باپ کی گود میں بچے کی خون آلود لاش رہ گئی۔ حسینؑ نے اپنے دونوں ہاتھ زخم کے نیچے لگا دیئے چنوبیب تیز بہتے ہوئے خون سے بھر گئے تو غم زدہ باپ نے آسمان کی طرف پھینک دیا۔

پاگل اور مجنون دشمنوں کی ٹڈی دل فوج اور زبردست رسائے جو محض اپنی کثرتِ تعداد پر مغرور ہو کر بہادر بنے ہوئے تھے۔ ہر طرف

سے نذر مظلوم کر دیا پر اُمّہ آئے اور آپ کے ہاتھ پر ایک شتی
نے ایسا وار کیا کہ زخم کاری سے فی الجملہ بیکار ہو کر رہ گیا۔ ایک دوسرے
دار آپ کی گردن پر پڑا جس سے آپ گھوڑے سے فرش زمین پر آ گئے
آپ فرش زمین پر زخموں سے چور چور پڑے ہوئے تھے کہ شتی ازل نے
آپ کے منہ میں نیزہ مارا۔ اس طرح ہر و عزیز اور مقدس حسین جو
خاندان علی کے تیسرے امام تھے، شہید کر دیئے گئے۔

بے حس و بے رحم فائین جو انسانیت کے دعویٰ سے اس
قدر بے پروا تھے جس قدر تہذیب و اخلاق سے مظلوم کی لاش پر
شیطان کینہ کے ساتھ خوشیاں منانے لگے اور حضور کے مراقبہ
کو تن سے جدا کرنے کے بعد آپ کے خون آلود جسد پر جو پہلے
ہی تینیس^{۳۳} زخموں سے چور چور ہو رہا تھا۔ اس قدر گھوڑے دوڑائے
کہ اس بہادر کے جسم سے جو کچھ باقی بچا۔ وہ تڑپتے ہوئے ٹکڑوں
کا ایک ڈھیر تھا۔

یہ ناقابل شناخت گوشت کے ٹکڑوں کا ڈھیر اس شجاع کے
جسم کا تھا جس کی تعریف و توصیف کرنے پر شعرائے زمانہ فخر کرتے

حیثی عیسائیت کے آئینہ میں

ہیں۔ اور جس کی بہادری و شجاعت کی مثال شاید ہی دنیا کبھی پیش کر سکے۔

مسٹر آر تھو این وٹسن، اسی آئی ای
(مسنٹ ہاٹ آف وڈ محسن)

(حیثی پیغام)

امام حسینؑ کی تاریخی حیثیت ہم پر ایک بار اور یہ اظہار کرنی ہے کہ کوئی نہ کوئی خدائی آواز موجود ہے جس کے مطابق ہر ملک کے فرد اور قوم کی رہی ہوئی رسمیں ہیں اور اس کا اثر ان پر پڑتا ہے۔

امام حسینؑ نے کابل انسانیت کے نمونہ کو دنیا میں پیش کرنے میں کمال ترین حصہ لیا ہے۔ سب سے بالا تر ان کی اصلاحی کوشش ہے اور وہ جرات ہے۔ جن سے انہوں نے اس کام کے پورا کرنے میں مصائب کا مقابلہ کیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ روحانی دوستی و صداقت کو بالآخر کہنے میں جو قربانی جلی جاتی ہے۔ اس کی عظمت سے انسانی زندگی کی قیمت اور بڑھ جاتی ہے۔ اس بات میں خاص معنی ہیں۔ کہ اگرچہ خدا کے یہ سپاہی اپنے مقاصد کے حصول کے واسطے بظاہر مادی دنیا میں جنگ کرتے ہیں۔ اور مفتوح ہوتے ہوئے ہیں۔ مگر عالم روحانی میں ان کو فتح حاصل ہوتی ہے۔ اور چونکہ اخلاقی و روحانی دنیا مادی دنیا کی اساس یا بنیاد ہے اور اخلاقی و روحانی دنیا کی رہبری کر سکتی ہے اس لیے ان ہستم بالشان انسانوں کی شکست بھی کچھ دنوں کے بعد مادی دنیا میں فتح کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

امام حسینؑ ہمیں حق و صداقت کے لئے جنگ کرنا سکھاتے ہیں اور یہ بھی سکھاتے ہیں کہ انسانوں کو خود غرضی اور ذاتیات کی وجہ سے نہ لڑنا چاہئے

بلکہ مظلوموں کے حقوق کی حفاظت کیلئے اور ان لوگوں کی حفاظت کے لئے
جو بے انصافی کے شکار ہیں :-

حیدر علی خان کی سیرت سے ہم کو یہ درس بھی حاصل ہوتا ہے کہ ہم کو صداقت
کی حمایت کے واسطے آمادہ رہنا چاہیے اور اس کے واسطے جنگ کرنا
چاہیے۔ خواہ ایسا کرتے سے ہم کو شکست ہی کیوں نہ ہو اور ہم کو قربانی
ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔

مستر پریس پبلیشرز

انسانِ کامل

لوگ نئے نظام کا ذکر کرتے ہیں، لیکن صرف وہی نظام باقی رکھنے کے
 قابل ہے جس کی بنیاد اخلاقیات پر ہو۔ ان اصولوں پر جس کی تعلیم خود حسین نے
 دی تھی۔ یعنی انفرادی، اجتماعی، قومی اور بین الاقوامی زندگی میں رواداری،
 آزادی، تحفظ اعدائے انصاف کی تعلیم اس قسم کے نئے نظام میں سلطنت کے غلبہ
 جزو و ظلم کا امکان نہیں رہے گا۔ بلکہ ایک مشترک زندگی ہوگی جو ایک انسانی
 و قومی اخوت قائم کرے گی۔ درحقیقت امام حسینؑ اس انسانی فہم و
 ذکاوت کا اعلیٰ نمونہ ہیں جو تنہا جنگ، ظلم کی تائید و اولیوں میں سے
 ہوتی ہوئی، ریگستانوں اور سمندر میں کہ عبور کرتی ہوئی امن و امان اور
 تعاون و ہمدردی کی منزل کی طرف اپنا مقدس سفر جاری رکھتی ہے۔ امام
 حسینؑ کی زندگی ہماری لئے ایک مفید عالم اور نصیحت آموز قصہ ہے پیغمبر
 اسلامؐ کا نواسہ اور حضرت علیؑ مہتمم بالشان کا فرزند جس نے قسطنطنیہ
 میں بحیثیت ایک بہادر سپاہی کے کام سرانجام دیا تھا اور جس نے
 بحیثیت ایک عادل حاکم کے حکومت کی تھی۔ ان تمام طریقوں سے
 انہوں نے دکھا دیا تھا کہ کس طرح نوجوانوں کو اپنے آباؤ اجداد
 کے کارناموں کا احترام اور ان کے اوصاف حمیدہ اور جذبہ

خدمت خلق کو جاری رکھنا چاہیے۔

سرفریڈیک جس (گولڈ آف لنڈن)

(حیثین دی مارٹر)

حسین عیسائیت کے آئینہ میں

کون ہے جو امام حسین کی حق و صداقت کو بلند کرنے والی اس لڑائی کی تعریف کئے بغیر رہ سکے گا، دوسروں کے لئے جینے کا اصول اور کمزوروں اور دکھیوں کی امداد کو اپنا مقصد حیات بنانے کی بے نظیر مثال امام حسین کی بے لوث شخصیت سے زیادہ روشن اور کہیں نہیں مل سکتی۔ جنہوں نے اپنی نیر اپنے محبوب ترین عزیزوں اور ساتھیوں کی جان کی بازی لگا دی، لیکن ایک ظالم اور طاقت ور بادشاہ کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیا۔

گو حق اور صداقت کی بے بہا خوبیوں کی حفاظت اور دوسروں کی بھلائی کے لئے امام حسین نے آج سے تیرہ سو برس پہلے اپنی جان دی تھی، لیکن پھر بھی ان کی لافانی روح آج بھی دنیا میں لا تعداد انسانوں کے دلوں پر حکمرانی کر رہی ہے اور ان کی شہادت کی پاکیزہ یادگار ہر سال محرم میں تازہ کی جاتی ہے۔

(سرجار جٹ ماس)

(حسینؑ سے رپورٹ)

میں نے حضرت حسینؑ کی زندگی اور ان کے کارناموں کا مطالعہ بہت گہری نظر سے کیا ہے۔ میں نے ان میں خداوند یسوع مسیح کی سی محبت بھی پائی ہے اور ان کی سی پاکیزگی اور انسانی دوستی بھی دیکھی ہے اگر حضرت یسوع کو صلیب پر چڑھایا گیا تو حضرت حسینؑ کا سر زینہ کیا گیا۔ یسوع بھی حق اور صداقت کے لئے سولی پر لٹکایا گیا اور حسینؑ نے بھی حق اور سچائی کی مدافعت کے لئے اپنی اور اپنے بچوں کی جان قربان کی، اس لئے عیسائی فرقہ ان سے جتنی بھی محبت کرے کم ہے۔ وہ دنیا میں حق کا بول بالا کرنے کے لئے پیدا ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ سے حق کا بول بالا ہو گیا۔ اب جب بھی کسی کی زبان پر حق اور شجاعت یہ دو نام آئیں گے تو ناممکن ہے کہ حسینؑ کا نام نہ آئے حسینؑ کی قربانی کی عظمت کا یہ ایک زندہ ثبوت ہے۔

کاش دنیا حسینؑ کے پیغام، ان کی تعلیم اور مقصد کو سمجھنے اور ان کے نقش قدم پر چل کر اپنی اصلاح کرے۔

ڈاکٹر کرسٹوفر ڈی وکٹر، ریشمن ہسپتال ممبئی،

(ممبئی کرائیکل)

حسینؑ عیسائیت کے آئینہ میں

امام حسینؑ اصول صداقت کے سختی سے پابند رہے اور اپنی زندگی
کے آخری لمحات تک مستقل مزاج اور غیر متزلزل رہے۔
انہوں نے ولایت پر موت کو ترجیح دی۔ ایسی روحیں کبھی فنا نہیں
ہوتیں اور امام حسینؑ آج بھی رہنما بن انسانیت کی فہرست میں بلند مقام
کے مالک ہیں۔ وہ تمام مسلمانوں کے لئے روحانی پیغام عمل پہنچانے والے
ہیں اور دوسرے مذاہب کے پیروؤں کے واسطے نمونہ کامل ہیں۔ وہ نڈر
تھے اور خدا پرستی کی منزل میں کوئی طاقت ان کو خوف نہیں دلا سکتی تھی۔ وہ
اپنے منصب العین کے حاصل کرنے میں سچائی کے ساتھ کوشاں رہے۔

ڈاکٹر ایچ ڈبلیو بی مورن (

حسینؑ دی مارٹر)

حضرت امام حسینؑ نے میدانِ کربلا میں انتہائی جدوجہد کے ساتھ لوگوں کو احکامِ رسولؐ کی طرف متوجہ کیا اور یہ بتایا کہ حق پر ثابت قدم رہنے کی سچی انسان کا فرضِ اولین ہے۔ اگر حسینؑ میں سچا جذبہ کارفرما نہ ہوتا تو اپنی زندگی کے آخری لمحات میں ان سے رحم و کرم، صبر و استقلال اور ہمت و جواں مردی ہرگز عمل میں آ ہی نہیں سکتی تھی۔ جو آج صفحہ ہستی پر ثبت ہے۔ اگر وہ دیادار انسان ہوتے تو بلاشبہ دشمن کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے۔ مگر جذبِ الہی و تعلیماتِ محمدیؐ کا یہ اثر تھا کہ وہ کلمہ مع تمام رتقا کے موت کے گھاٹ اتر گئے لیکن فسق و فجور اور غیر اسلامی اصول کی حمایت نہ کرنا تھی، نہ کی جب انسان ان کے کارناموں اور شہادت کا حال تاریخ میں پڑھا ہے تو اسے حسینؑ کی عظمت اور ان کی سیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ حسینؑ نے اپنے رتقا میں بھی وہی اپنے والا جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ اس لئے کہ اس کا کہیں بھی پتہ نہیں بتایا کہ ان کے اصحابؓ میں سے کسی ایک نے بھی مصائب میں ان کا ساتھ چھوڑ دیا

حسین عیسا بیت کے آئینہ میں

ہو۔ یہ ایک داستانِ غم ہے جس کا خاتمہ روح فرسا ہے۔ اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ کس طرح ایک بلند سیرت کا حامل، ایک بلند و عظیم مقصد کے لئے
اپنی جان کی پروا نہیں کرتا۔ اپنے نفس کو قربان کر دیتا ہے مگر اصول کی قربانی
کسی طور گوارا نہیں کرتا !

لارڈ ہیریڈے (لندن)

(حسین دی مادر ٹر)

میری زندگی کا بیشتر حصہ تاریخ کے مطالعہ میں گزرا ہے۔ مگر جو کشش اور مطلوبیت مجھے تاریخ اسلام کے اس باب میں نظر آتی جو حسینؑ اور کربلا سے متعلق ہے وہ کہیں نہیں دیکھی۔ مسلمانوں کے پاک نبیؐ کے وصال کے بعد ان کے لوگ سے نہ جو عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا۔ وہ اسلامی تعلیم کی صداقت اور حسینؑ کی عظمت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ حسینؑ نے بینکڑوں مشکلات کے باوجود اپنے اصولوں اور اسلام کی نظام حکومت کی حفاظت کی۔ ایک جابر طاقت کے سامنے صاف آرا ہونے میں ڈر۔ بھر جھباک محسوس نہیں کی۔ بڑی بہادری اور اولو العریٰ اور خندہ پیشانی کے ساتھ مصائب کا مقابلہ کیا اور اپنے جانثاروں کے ساتھ شہید ہو گئے۔

بلاشبہ تاریخ عالم میں ایسی مثالیں کم یاب ہیں، بلکہ نایاب اور جب ہم اس اتوار کو اس نقطہ نگاہ سے دیکھتے ہیں تو اس کی اہمیت اور حسینؑ کی عظمت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ انہوں نے جتنی تکلیفیں اٹھائیں اور جس شدید مصیبت کے عالم میں شہید ہوئے اس میں ان کا ذاتی مفاد نہ تھا۔ انہوں نے جو کچھ کیا وہ خدا کے لئے کیا تسلیم

حسین علیہ السلام کے آئینہ میں

کرنا پڑتا ہے کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد اب تک شہیدوں میں کوئی
ان کے ہم پلہ نہیں گذرا۔

مسٹر جے۔ آر۔ رابنسن

راستہ دلاہور

دوستو بتاؤ، خونناک قیامت کے دن تم کیا جواب دو گے، جب
محمد مصطفیٰ تم سے سوال کریں گے، کہاں ہیں وہ صاحبانِ قرابت جن کی موت
میں نے تم پر فرض کر دی تھی؟ جن میں ہر فرد کی جان مجھے ہزاروں جانوں
سے زیادہ عزیز تھی (یہی نا) کہ بعض کو بھاری بھاری رنجیروں میں جکڑ
کر تاریک قید خانوں میں اسیر کیا، اور کچھ کربلا کے بے آب و گیاہ صحرا میں
زخموں سے چور خاک و خون میں لتھڑے پڑے ہیں۔

جب تختِ عدالت کے روبرو تنہا دارِ رسولؐ سے سامنا ہو گا تو وہ
تم سے استفسار کریں گے۔ کیا اس شخص کے احسانات کا طریقہ اظہارِ شکر
گزار ہی ہے۔ تنہا رہنے جس کا جیشہٴ فیض نہایت آزاری سے جاری
رہا۔

مسٹر ڈبلیو بی ٹیسلر

(مسلم ریویو)

رسولؐ کی مثل میں محض تنہا ایک حسینؑ ہی رہ گئے تھے، جو
 بر علیؑ اور فاطمہؑ کے چھوٹے بیٹے تھے، لیکن چونکہ ان میں باپ کی
 شجاعت اور بہادری کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ اسی سبب سے
 جید بہادر اور شریف خیال انسان تھے۔ حسنؑ کے گیارہ برس
 وفات کے بعد ۶۸۰ھ میں کوفیوں کے بار بار طلب کرنے پر جنہوں
 نے اطاعت کے وعدے کئے تھے، آپؑ ایک مختصر جماعت کے ساتھ
 روانہ ہوئے۔ اس جماعت میں ان کی بیوی، دو لڑکے، ان کی بہنیں
 اور رفقائے میں چند سوار تھے۔ آپؑ جب عرب کے ریگستانوں کو طے
 کر گئے تو فترات کے کنارے جو کوفہ سے چنداں دور نہیں ہے۔ دشمنوں
 کے زہرہ میں گھر گئے۔

علیؑ اور فاطمہؑ کا شریف الغیال فرزند۔ رسول خدا کا پیارا نواسہ
 شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھا کر نامردوں کے دود کے حملوں سے
 زخمی ہو کر شہید ہو گیا۔ دشمن ان کے نزدیک جانے کی جرات نہیں کرتے
 تھے کہ سب باد اس شیر کے پنجہ میں گرفتار ہو کر موت کے سپرد کر دیے جائیں
 حسینؑ کا سر تن سے جدا کر لیا گیا اور کوفہ میں کوچہ بکوچہ

حسین عیسا میت کے آئینہ میں

پھرایا اور شہر کیا گیا۔ اس واقعہ جانگس نے میرے دل کو انتہا درجہ
تہ و بالا کر ڈالا ہے۔

جلس آرٹلڈ، مانی کورٹ بمبئی،

(جسٹنی دنیا)

اس مختصر جماعت کا ہر فرد یکے بعد دیگرے میدانِ کارزار میں شہید
 کر دیا گیا، یہاں تک کہ صرف حسینؑ اور آپ کا خورد و سالِ فرزند جو بہت
 ہی کم سن تھا بقیدِ حیات تھے۔ یہ بچہ کون تھا؟ وہی مظلوم کربلا کا
 شیش ماہہ بچہ علی اصغر تھا۔ جس کی ماں کا دودھ خشک ہو چکا تھا،
 سخت گرمی تھی اور اس پر پانی بند تھا۔ کربلا کا رنگستان تھا۔ لو چلتی
 تھی اور بیابان تھا۔ بے زبان معصوم کی زبان مارے تشنگی کے خشک
 تھی اور ننھا سا کلیجہ کباب ہو رہا تھا۔ ادھر نرغہ اعداء میں گھرے ہوئے
 باپ نے اس عالمِ بکسی میں ایک آوازِ عمل من ناصرؑ بیضرنا کی آواز بلند کی۔ ادھر شہا بہ بچہ نے اپنے
 آپ کو جھولے سے گرا دیا۔ ہاں درادیکھنا۔ بیٹریوں کی ٹڈی دل فوج میں بے چینی پیدا ہو گئی۔ بیٹروں
 کے دل پیچ گئے، ظالم حلاوت کے خیموں میں رحمِ دگرم کی لہریں پیدا ہو گئیں اور سبے کزبان ہو کر کہا
 "ہاں ٹھیک تو ہے، جیسٹ ٹھیک فرماتے ہیں۔ اس بچے نے کیا قصور کیا ہے،
 اسے پانی کیوں نہ دیا جاتے

ادھر مظلوم نے کہا کہ اگر تم کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس بہانے
 سے میں خود پانی مانگ رہا ہوں تو دیکھ لو میں اسے یہاں چھوڑ کر مہٹ
 جاتا ہوں۔ تم خود آ کر اسے پانی پلا دو

شہر ملعون کو فوج کی تبدیلی مزاج کا علم ہو گیا۔ اس نے حرمہ کو
حکم دیا کہ کلام حسینؑ کو قطع کر دے۔ حکم سننے کی دیر تھی۔ حرمہ نے
تین بھائی کا تیر ایسا سر کیا کہ معصوم کے حلق نازک کو چیر کر بازو سے حسینؑ
میں در آیا۔ اور بچہ باپ کے ہاتھوں پر منقلب ہو گیا۔

ڈاکٹر ایڈورڈ سہیل (مصنف خلافت نبی امیہ دہلی عباسی)

رحمہ علیہ السلام

حسین عیسیٰ کے آئینہ میں

حسین اپنے زمانہ کی سیاست میں اپنی درجہ رکھتے۔ بلکہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ارباب دیانت میں سے کسی شخص نے ایسی موثر سیاست اختیار نہیں کی جیسی کہ اسنچاٹ نے اختیار فرمائی۔ آپ میں صفت سخاوت دیگر محبوب ترین صفات تھیں۔ ان کا مقصد سلطنت اور ریاست حاصل کرنے کا نہ تھا۔ صاف صاف اپنے ساتھیوں سے فرمائے جاتے تھے کہ جو باہر جلال کی حرص و طمع میں میرے ساتھ جانا چاہتا ہے، وہ مجھ سے الگ ہو جائے۔ آپ نے سبکی اور مظلومیت کو اختیار فرمایا۔ حسین نے اپنی زندگی کے آخری وقت میں اپنے طفل شیرخوار کے باب میں وہ کام کیا کہ زمانے کے قلم سفر میں کو متحیر کر دیا۔

حسین کے واقعہ نے تمام وقائع پر تری حاصل کر لی ہے۔ حسین کا واقعہ عالمانہ، حکیمانہ اور سیاسی حیثیت کا تھا۔ جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں کہیں بھی نہیں مل سکتی۔

ڈاکٹر میسر ماربین (جرمنی) مصنف سیاست اسلامیہ،
حسینی دنیا،

شستر میں مدبر معاویہ نے انتقال کیا۔ اور اس کا لڑکا یزید تخت نشین ہوا۔ اپنی تخت نشینی کے قبل ہی یزید نے سو مین کو بدنام کر رکھا تھا۔ وہ اعلیٰ شراب نوشی کرتا تھا۔ شکاری کتوں باز اور دیگر جانور ان نجس کاموں کے شائق تھا۔ اس رند مشرب اور ظالم کی تخت نشینی میں بہت سی ایسی رسمیں جاری ہو گئیں۔ جو کوفہ کے ارباب ریانت کے لئے ناقابل برداشت تھیں۔ اہل دمشق اپنے پیشوائے روحانی کے خاک رانہ اتباع میں سڑکوں پر اعلانیہ شراب پیتے تھے۔ اور مثل اس کے اور بھی اپنے وقت کو فوجیان شیریں نوا کی محبت میں صرف کرتے تھے۔

کیا یہ مذہب کی سرحد تو ہیں نہ تھی؟ یہ موقع سلطنت اور غلبہ وقت سے تصادم کا تھا! حسین کی پاک لوح کو مزبور صداقت کے جذبات سے متاثر ہونا چاہیے تھا۔ جب کہ آپ نے دیکھا کہ ظلم کے ایک خوفناک دیوتا نے گستاخی کے ساتھ مذہبی پیام کو زیب تن کیا ہے۔

مسٹر اوسلورن (مفت اسلام اینڈ وی عربس)
(حسینی پیغام)

حسینؑ جیسا میت کے آئینہ میں

بلند مرتبہ انسانوں کے بلند پایہ کارنامے ہیں۔ ارفع و اعلیٰ زندگی بسر
کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بزرگ کی یاد منانا خود ہمارے
لئے ہی سودمند ہے۔ وہ مثالیں جو شہداء نے اپنی حیات میں اپنا سب
قربان کر کے پیش فرمائی ہیں، ہمارے لئے ایسا نمونہ ہیں۔ جن کو ہمیشہ منت
رکھ کر ہم دنیا میں قوموں کو بہتر اور قابلِ فخر زندگی گزارنے میں رہنما
کر سکتے ہیں۔

امام حسینؑ کی قربانی یقیناً تاریخ کا ایک عظیم الشان واقعہ ہے۔ جس
مذاقت کو کذب پر فتح حاصل کرنے میں مدد پہنچائی۔

فادر بلاش، ایس، جے پی، ایچ، ڈی، ڈی، ڈی، ڈی،
رحیم بیگم،

حسینؑ نے جامع شہادت پی کر اسلام کو صفحہ ہستی سے محو ہونے سے
ایسا محرم کی اہمیت سمجھنے کے لئے واقعات مابین پر نظر ڈالنا ضروری

صدیاں گزر گئیں کہ سردار کفار کے پوتے یزید علیہ نے امام حسینؑ سے
بے بیعت کی۔ آپؑ نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں خدا سے بزرگ و برتر کے
اکسی کے سامنے سر نہیں جھکا سکتا۔ اس دوران میں یزید کی زیادتیوں
سے عاجز آ کر اہل کوفہ نے امام حسینؑ کو بلوایا بھیجا کہ وہاں آ کر اس کے
نظام سے گلو خلاصی پائیں۔ آپؑ نے منظور فرمایا اور مودانصار و فقا
وانہ کوفہ ہوئے۔

جب آپؑ کربلا کے میدان میں پہنچے تو ایک فوج کثیر نے آپؑ کو
رہنے سے روکا۔ اس فوج کا سردار شمر تھا اور فوج میں ۲۲ ہزار
ادی تھے۔ حکم سے متفق ہو کر آپؑ برابر افواج اعدا کو سمجھاتے رہے
وہ ظلم و ستم اور ناحق کشت و خون سے باز آئیں لیکن انہوں نے
بے نہ سنی۔ آپؑ کے دلائل کا کچھ اثر نہ ہوا۔ جب آپؑ ہر طرح
نامم بخت فرما چکے اور آپؑ کو یقین کامل ہو گیا کہ لڑائی ہونا لازمی

ہے اور ایک فوج کثیر کے مقابلہ میں آپ کو فتح نہیں ہو سکتی اور آپ نے
 انصار و اعزہ کے شہید ہو جائیں گے۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ یزید
 کا حکم جاری ہو چکا تھا کہ سر حسینؑ اس کے سامنے حاضر کیا جائے
 آپ نے چودہ گھنٹہ کی مہلت مانگی جو کہ مل گئی۔ شب عاشورہ
 آپ نے تمام انصار و رفقا کو جمع کیا اور نہایت ہی پرور و پئے
 میں ایک طولانی تقریر فرمائی جس میں بعد از پند و نصائح آپ نے
 فرمایا کہ کل سخت تھے سخت مصیبت کا سامنا ہے، میں تم سب کو
 منقبتہ کرتا ہوں بعد ختم تقریر آپ نے وہ کام کیا جس کی مثال صغیر عالم
 میں ملنا ناممکن ہے اور جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو انسانی کمزوریوں
 کا کس قدر احساس تھا اور کس درجہ آپ سخی اور رقیق القلب تھے۔ جذبہ
 اثثار آپ میں کس حد تک موجود تھا۔ آپ نے فرمایا کہ خیموں کے
 تمام چراغ گل کر دیئے جائیں اور جس کا جہاں جلی چلے، وہ
 اس دردناک سے چلا جائے۔ میں نے اپنی بیعت تم سے اٹھا
 لی ہے۔ دوسرے دن جب پییدہ سحر آسمان پر ہویدا ہو تو سب
 کے سب ۷۲ جان تثار جام شہادت پینے پر کمر بستہ نظر آئے

آپ کی قلیل فوج کا ذکر ہی کیا۔ ایک ایک کر کے آپ کے تمام انصار میدان جنگ میں کام آئے۔ تمازتِ آفتاب تیز تر ہو رہی تھی، پیاس کا غلبہ زیادہ ہو رہا تھا۔ لیکن خیموں میں پانی کا ایک قطرہ بھی میسر نہ تھا۔ آپ کے شیر خوار بچے نے سوکھی زبان دکھا کر طلب آب کی۔ اس کو ہاتھوں پر لئے ہوئے آپ میدان جنگ میں آئے۔ اشتیاء سے پانی طلب کیا۔ مگر جواب میں ایک پیردہانِ حلقِ اصغر کو چھیدنا ہوا گزر گیا اور وہ بچہ تڑپ کر امام کے ہاتھوں میں رہائی طلب ہوتا۔ آپ قلبِ لشکر میں آئے۔ بہت سے اشتیاء کو فی اثار کیا۔ سینکڑوں لاشے میدان میں پڑے ہوئے اور سینکڑوں زخمی ایڑیاں رگڑ رہے تھے۔ خود امام منہ سلوم زخموں سے چور چور رہے۔ آخر کار نزعۂ اعداء میں گھر گئے۔ زخموں کی کثرت سے گھوڑے سے گر کر فرشِ زمین پر آ گئے اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔

آپ کی شہادت کے بعد آپ کے حرمِ قیدی کر لئے گئے۔ خیموں میں آگ لگا دی گئی اور طرح طرح کی جیتیں اٹھانا پڑیں۔

حمین عیسائیت کے آئینہ میں

اس شہادتِ عظمیٰ کی یادگار ہر سال ماہِ محرم میں منائی جاتی ہے۔
کیپٹن، ایل، ایرچ، بندٹ، جسے پی ڈی ٹی کلکٹر !!
(سرفراز لکھنؤ)

آج تیرہ سو سال بعد بھی ہم قربانی حسینؑ کو اتنا ہی موثر پاتے ہیں،
 جتنا کہ کسی زبردست جنگ کے خاتمہ پر میدان کارزار میں خون شہداء
 کی سرخی انسانی دلوں کو لرزا دیتی ہے۔ تاریخ اسلام کی یہ جنگ تمام
 جنگوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ جنگ نینوا ابنا ہر آل رسولؐ کی شہادت
 پر ختم ہوئی۔ انسانی خون کے قیمتی جوہر پانی سے زیادہ ارزاں
 ہوئے، مسخیر و کبیر طفل شیر خوار اور پردہ نشیں مستورات تین لاکھ
 ایک بھوک، پیاس اور صحرائی تکالیف کا شکار ہیں۔ بے رحمی،
 درندگی اور سفاکی کی تمام حدیں ظلم و ستم کی تمام رسیاں میدانِ کربلا میں
 تمام ہوئیں۔ امامِ عالی مقام صبرِ ایوبؑ کو بھی شرمسار کر دینے والے
 صبر کے ساتھ، سینہ سپر ہو کر ان تمام مظالم کا مقابلہ کرتے رہے،
 اور جنتے رہے لیکن جیب کبر و دریا حد سے گزر گیا۔ باطل سر چڑھنے
 لگا۔ انسانیت کی جگہ درندگی نے لے لی اور رب کے بڑھ کر اسلام کے
 سرے بھرے باغ میں فستق و فجود کی آندھیاں چلنے لگیں تو حسینؑ نے
 محسوس کیا کہ اب اس باغ کو سینچنے کی ضرورت ہے، دین مصطفویؐ
 کی تکمیل ایک زبردست قربانی کی محتاج ہے۔ جرات و بہادری،

صبر و رضا استقلال اور بہت سزاوارہ کو لے کر حسین میدان کارزار میں آئے۔ اپنی مسلحی بھر جماعت کے ساتھ ہزاروں کی فوج کے سامنے ٹن گئے اور الشانوں کے روپ میں چھپے ہوئے درندوں کو بتا دیا کہ حق اور انصاف کی کبھی شکست نہیں ہوتی۔ مرد و زنت کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہے۔ مرد آزادی کو جان سے پیارا رکھتا ہے اور سب بہادر وہ ہے جو خود ہنستا ہو اور امر لہرائی قوم اور جماعت کو تباہی سے بچالے جو حق و راستی کی راہ میں اپنے خون کی قیمت نہ سمجھے اور اپنے ضمیر اور اپنی آزادی کو دنیا کی کسی قیمت پر نہ بیچے۔

واقعہ کر بلا آج بھی دنیا کے ہر انسان کو بلا لحاظ قوم و ملت یہ درس دیتا ہے کہ زنت کی زندگی سے عزت کی موت بدرجہا بہتر ہے جو راہ حق و صداقت میں قربان ہوا۔ وہ زندہ جاوید ہو گیا۔ بقا صرف سچی قربانی کو حاصل ہے! حسین کی قربانی قوموں کی تنقا اور جہاد آزادی کیلئے ایک ایسی مشعل ہے جو ابداً لا باؤ روشن رہے گی حسین کی شہادت شکست نہیں بلکہ اسلام کی نہ مٹنے والی فتح ہے، اسلام اس گرا لقا قدر قربانی پر فخر کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔ جو کسخت بخت ہے وہ قوم جس میں حسین ایسا جانناز مجاہد ہے۔

کر دیا خون شہادت کے زمیں کو لالہ رنگ

یوں ہی ملتی آئی ہیں اسلام کو آزادیوں

مسٹر جے اے سیس۔ اپیشیل محشریٹ آگرہ۔ آنریری سیکرٹری،

انڈین کرپشن ایسوسی ایشن (حسینی پیغام)

حسین دوسروں کی نظر میں

مکتبہ احباب

پونہ پورہ منٹو کی لاہور